بسم اللہ الرحمن الرحیم
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
91
ماہنامہ علم و عمل لاہور
الحدیث جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کا اعمال نامہ اُس کو خوش کردے تو اُسے چاہئے کہ اس میں استغفار کی کثرت کرے۔
بیہقی: 648
القرآن اپنے ربّ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔
ھود: 30
جلد نمبر 8
شمارہ نمبر 7
جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ
مئی 2011ء
زیرِ سرپرستی
مصلح الأمت شیخ الحدیث
حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم
شراب کی خرابیاں و برائیاں 5
سلام سے متعلق دلچسپ معلومات 16+17
کایا پلٹ عمرہ 10
موسمِ گرما اور احتیاطی تدابیر 25
ایجادات و انعامات کا درست استعمال 12+13
معاشرہ میں لائقِ اصلاح بہت سے گھرانے ہیں 26+27
مزدور کی مزدوری جلدی دیجیے 14
برونائی کی خوب صورت مسجد
دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے اور دوسروں کو لگوا دیجیے یا کم از کم بتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

اداریہ — از مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

مثبت سوچ پُرسکون زندگی گزارنے کی نشانی ہے

نَحمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

بندہ اپنی سوچ وفکر کو مثبت رکھے تو پُرسکون زندگی گزار سکتا ہے۔ مثبت سوچ اپنی زندگی کے خوش گوار ہونے کی نشانی ہے۔ جب کہ ہوتا یہ ہے کہ ہم اکثر اپنی سوچ کو منفی رکھتے ہیں جس کے نتیجہ میں محبّت میں دراڑیں پڑتی ہیں، ناچاقیاں جنم لیتی ہیں، بدگمانی کا بازار گرم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب اس کی مثالیں ملاحظہ فرمایئے: باتیں تو چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں مگر انہی باتوں کی وجہ سے اچھے اثرات پڑتے ہیں اور غلط بھی بس سوچ کا فرق ہوتا ہے مثلاً کسی کا فون نہیں اُٹھایا تو منفی سوچ والا سمجھے گا کہ لو جی میرا نمبر دیکھ کر نہیں اُٹھایا کیوں نہ یہ سوچا ہوتا کہ مصروف ہوگا۔ اسی طرح صاحب حق نے کسی سے پیسے لینے تھے اب وہ اس لئے فون نہیں اُٹھا رہا کہ یہ پیسے مانگے گا کیوں نہ یہ سوچا ہوتا کہ شاید اس کو کوئی اور کام ہو۔ اسی طرح کسی کو مشورہ دیا مگر اس نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اب منفی سوچ کہ ہمارے مشورہ پر عمل نہیں کرنا تھا تو لیا کیوں تھا۔ افسوس! کہ مشورہ دیتے وقت ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہوتا کہ بھائی! یہ مشورہ ہے اصرار نہیں۔ اسی طرح سفارش کی اگلے نے نہیں مانی تو اب ناراضگی شروع کہ میں نے سفارش کی اور آپ نے نہیں مانی یعنی اس پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز اسی طرح دو دوست الگ ہو کر آپس میں باتیں کر رہے ہیں اب منفی سوچ رکھنے والے بعض لوگ بار بار پوچھتے ہیں تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ اسی طرح کوئی شخص کسی بازار میں چلا جاتا ہے تو اس کو منفی سوچ والے غلط رنگ دیتے ہیں اور بعض مرتبہ کوئی ساتھی فون پر الگ ہو کر باتیں کرنے لگ جاتا ہے تو اس کو بھی مختلف القابات سے نوازا جاتا ہے۔ الغرض ہمیں اپنی سوچ مثبت انداز میں اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سے بہت فائدے ہوتے ہیں محبّتیں لوٹ آتی ہیں، جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں، آپس میں اتفاق واتحاد کی فضا سرگرم ہوتی ہے۔ "بدگمانی" جو نااتفاقی کی جڑ ہے ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دیں

اٰمِیْن ثُمَّ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ

CPL نمبر 200
91
جلد نمبر 8
شمارہ نمبر 7
ماہنامہ علم و عمل لاہور
جمادی الاُخریٰ ۱۴۳۲ھ — مئی 2011ء

قیمت فی شمارہ.........12 روپے

قیمت سالانہ...(مع ڈاک خرچ)...150 روپے

رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

رقم منی آرڈر کیجئے یا دستی دیجئے

یہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب، زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی ہیں۔

بخاری: 7563

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے بہترین تحفہ کیا ہے؟ وہ بہترین تحفہ دینی علوم ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے رسالہ ”ماہنامہ علم و عمل، لاہور“ جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھیے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کے لئے ایک سال کے لئے جاری کرا دیجئے۔

نیز ان کو مزید خریدار بنانے کے لئے ترغیب بھی دیجئے کیوں کہ یہ کاروبار نہیں دین کے پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔

خط و کتابت کا پتہ
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سُوا گجومتہ نزد کاہنہ نو، لاہور
پوسٹ کوڈ نمبر 53100
042-35272270
0302-4143044 0331-4546365
Email:aibneumar@yahoo.com
www.ibin-e-umar.edu.pk

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

جادو اسباب کے تابع ہے؟

سورۃ البقرۃ: 102

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ	تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ	مَا	وَاتَّبَعُوْا
سلیمان علیہ السلام کے عہدِ حکومت میں	جس کو پڑھتے تھے جنات	اس چیز کی	اور اُن لوگوں نے پیروی کی

يُعَلِّمُوْنَ	كَفَرُوْا	وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ	وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
تعلیم دیتے تھے	کفر اختیار کیا	اور لیکن جنات اور شیطانوں نے	اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے

السِّحْرَ	النَّاسَ
جادو کی۔	لوگوں کو

وہ چیزیں جو ظاہری اسباب کے تابع ہیں

دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے اسباب موجود ہیں اور وہ چیزیں ان اسباب کے ذریعہ وجود میں آتی ہیں۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ چھری سے کسی کا گلا کاٹ دو تو وہ مرجائے گا، سینے میں گولی مار دو مرجائے گا، اسی طرح بعض دوائیں ہیں جو مفید ہیں وہ کھلاؤ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ شفا دے گا۔ کوئی آدمی زہر کھالے تو وہ موت کا سبب بنے گا۔ یہ بہت ساری چیزیں ظاہری اسباب کے ساتھ وابستہ ہیں اور ''جادو'' بھی اسی قسم کی چیز ہے، اس کا بھی کوئی نہ کوئی ظاہری سبب ہوتا ہے۔

البتہ دو چیزیں ایسی ہیں جو اسباب سے بالاتر ہیں، ان کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔

اسباب سے بالاتر چیزیں

1. ایک چیز **معجزہ** ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔
2. دوسری چیز **کرامت** ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی ولی (نیک بندہ) کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے۔ یہ اسباب سے بالاتر ہیں۔

''معجزہ'' اللہ تعالیٰ کے نبی کا اپنا فعل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے ہاتھ سے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر معجزہ نبی کے اپنے اختیار میں ہو تو نبی جس وقت چاہے معجزہ ظاہر کرلے حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔

حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
صدر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

(90) کسی کو کچھ دے دینا

لفظِ کچھ کا استعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

کسی کو کچھ دے دینا... لیکن اس دینے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسے موقعہ میں "کچھ" کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہیئے۔

ایک دلچسپ واقعہ: ایک میزبان نے اپنے مہمان سے کہا کہ اِس شہر کے لوگ بہت شریر ہیں کسی سے کوئی معاملہ نہ کرنا، اس مہمان کا جوتا ٹوٹ گیا، ایک موچی سڑک کے کنارے پر بیٹھا تھا اس نے اس سے کہا کہ یہ جوتا مرمّت کردو میں تمہیں کچھ دے دوں گا، اس نے مرمّت کر دیا، اس نے دو آنے دیئے، اُس نے کہا کہ آپ نے کہا تھا "کچھ" دوں گا وہ "کچھ" لا کر دو۔ اس نے کہا یہ "کچھ" ہے نا، وہ بولا غلط! یہ تو دو آنے ہیں مجھے "کچھ" لا کر دو۔ جھگڑا زیادہ ہو گیا، اتفاق سے وہ میزبان بھی آ گیا، وہ یہ دیکھ کر گھر گیا۔ دہی میں شیشے کے ٹکڑے ڈال کر لایا اور موچی سے کہا اِس میں اُنگلی پھیرو، اُس نے انگلی جو پھیری تو کہا کہ اس میں تو "کچھ" چُبھتا ہے اُس نے کہا کہ اپنا "کچھ" لو اور ہماری جان چھوڑو۔ اس لئے وعدہ کرے تو یوں کہے کہ "سو روپے دوں گا یا دو سو روپے دوں گا" یوں نہ کہے کہ "کچھ دوں گا"۔

کوئی رقم کسی کو دینی ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں

1. **پہلی صورت** یہ ہے کہ کسی سے مثلاً سو روپے قرضہ لینا تھا اس کو کہہ دیا کہ میں نے قرضہ معاف کیا۔ اس کو **اِبراء** کہتے ہیں۔
2. **دوسری صورت** یہ ہے کہ آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے مثلاً سو روپے کسی کو دے دیئے اِس میں اُس لینے والے کا احسان مانے کہ وہ کئی سو بنا کر قیامت کے دن واپس کرے گا۔
3. **تیسری صورت** یہ ہے کہ بھائی یا دوست کا دل خوش کرنے کے لئے سو یا زیادہ دے دیئے اس کو **ہدیہ** کہتے ہیں۔

محمد سرور عفی عنہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دُعا کا چھوڑنا "تکبّر" ہے۔ (صدرِ جامعہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں

مولانا عبدالرحمٰن بن حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ﴿الحدید: 4﴾

تم جہاں بھی ہوتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں"۔ اور فرمایا:

وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ ﴿العنکبوت: 60﴾

اللہ تعالیٰ تمہاری ہر بات کو سنتے ہیں اور جانتے ہیں"۔

اور فرمایا: "اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ﴿الانفال: 43﴾

"تم دل کے اندر جو منصوبے بناتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے واقف ہیں"۔

اور فرمایا: اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۝ ﴿العلق: 14﴾

"کیا انسان جانتا نہیں اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے"۔

انسان اس بات کو جانتا تو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ میری تمام باتوں کو سنتے ہیں اور میرے سب کاموں کو جانتے ہیں، دل کی کھٹک اور خیال سے بہ خوبی واقف ہیں مگر اس چیز کو دل کے اندر بساتا اور جماتا نہیں حالاں کہ اصل بات یہ ہے کہ اس خیال کو دل میں خوب پکایا جائے اور اس سوچ کو پختہ کیا جائے، جب یہ خیال دل میں جم جائے گا اور یہ سوچ پختہ ہو جائے گی تو نیکی کے راستے پر چلنا آسان ہو جائے گا، گناہوں سے بچنا مشکل نہ رہے گا، اللہ تعالیٰ کے قُرب و تعلق میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا، زندگی کی مشکلات آسان ہوتی چلی جائیں گی، زندگی حیاتِ طیبہ (پاکیزہ زندگی) بن جائے گی، دل اطمینان اور سکون محسوس کرے گا، آخرت کی فکر بیدار ہو جائے گی اور آخرت کا نفع اور فائدہ دنیا کے نفع اور فائدہ پر غالب آ جائے گا۔

بزرگ فرماتے ہیں: اس خیال کو پُختہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک خاص وقت میں (بیس پچیس منٹ) ایک مخصوص جگہ میں تنہائی میں بیٹھ جائے اور یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، ان کے سامنے بیٹھا ہوں اور وہ میرے خیال وارادہ سے واقف ہیں اور اپنے تمام افعال واعمال میں اس سوچ کو پُختہ کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں اسی کو "مراقبہ رؤیت" کہتے ہیں۔ بار بار سوچنے سے جب یہ سبق پختہ ہو جائے گا تو انسان جوں ہی گناہ کا ارادہ کرے گا یہ خیال آگے آئے گا "اے انسان! ہوشیار رہ، اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہے ہیں"۔ اس خیال کے آنے سے وہ گناہ سے رُک جائے گا، نافرمانی سے باز آئے گا، اپنے ربّ تعالیٰ کو ہرگز ہرگز ناراض نہ کرنا چاہے گا اور کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی خلاف نہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خیال پکانے اور جمانے کی توفیق نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

ہر اس شخص کے لئے خرابی ہے جو طعنہ زنی کرنے والا، عیب جو اور چغل خور ہے۔ (الھمزۃ: 1)

شراب کی خرابیاں و بُرائیاں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

1 عقل کی بربادی شراب کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ شراب نوش کی عقل نشہ کی حالت میں بالکل جاتی رہتی ہے اور آہستہ آہستہ کم ہوجاتی ہے یہاں تک کہ چند روز بعد ہوش وحواس کی حالت میں اس سے دیوانہ پن کی سی حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں۔ اُس کی زبان اس کے اختیار اور قابو سے باہر ہوجاتی ہے اور اسے اپنے اقوال وافعال کے انجام اور نتائج کا ہوش نہیں رہتا۔

2 بدکاری کا شوق اُٹھنا شراب حیوانی خواہشات کو بڑھاتی ہے اور بسا اوقات خواہشات اس حد تک پہنچ جاتی ہیں کہ عفّت وعصمت (پاک دامنی) کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیتی ہیں یا کم از کم بگاڑ دیتی ہیں اور نوبت زناکاری، بدکاری اور بے حیائی تک آجاتی ہے۔

3 عبادت سے غفلت شراب عبادت اور ذکرِ اللہ سے غافل کر دیتی ہے بلکہ شرابی کی نگاہ میں تو زندگی کے فرائض کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔

4 مال ودولت کی بربادی شراب مال ودولت کی بربادی کا ذریعہ ہے، شرابی کی دولت ومال داری سب شراب ہی کی نذر ہوجاتی ہے اور بسا اوقات اس قدر تنگ آجاتا ہے کہ زندگی سے تنگ آکر خودکشی کر لیتا ہے۔

5 تعلقات کی خرابی شراب نوشی آپس میں دشمنی پیدا کر دیتی ہے اور باہمی تعلقات کو توڑ ڈالتی ہے۔

6 جسم وجان کی تباہی شرابی کا مزاج اعتدال سے ہٹ جاتا ہے اور بدن کی صحت میں فرق آجاتا ہے اور اس کی تمام جسمانی قوّتیں کمزور پڑ جاتی ہیں، اس لئے کہ شراب میں غذائیت نہیں ہے کہ وہ ہضم ہوسکے، شراب چوں کہ معدہ میں جا کر حل نہیں ہوتی اس لئے دن بدن معدہ کو کمزور کرتی جاتی ہے اور قے کا مرض لگ جاتا ہے، غذا کی کمی کی وجہ سے بدن میں اتنا خون پیدا نہیں ہوتا جو بدن کو قوّت فراہم کر سکے اور جس قدر خون پیدا بھی ہوتا ہے اس میں شراب کا زہریلا اثر موجود ہوتا ہے جو بدن کو روز بہ روز گھلاتا رہتا ہے اور دن بہ دن عصبی نظام میں فرق آجاتا ہے (یعنی پٹھے کمزور ہوجاتے ہیں) پھیپھڑے گلنے لگتے ہیں، کھانسی اور تپ دق شروع ہوجاتی ہے۔

اکثر معالجین کا بیان ہے کہ اگرچہ تپ دق کی بیماری شراب پینے کے بغیر بھی ہوجاتی ہے لیکن 95 فیصدی تپ دق کے مریض شرابی ہی ہوتے ہیں اور شاذ ونادر ہی بچتے ہیں۔ بقیہ ص 13 پر

حدیث: جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ [ترمذی: 1625]

بداعمالیوں کی مختلف سزائیں

مولانا مجیب الرحمٰن صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

افسوس! لوگوں کی اکثریت اِس وقت نیکی کی طرف اتنا نہیں دوڑ رہی جتنا بدی کی طرف بھاگ رہی ہے، جس کے نتیجے میں طرح طرح کے عذاب اور مصائب کا شکار ہے، سب پریشانیوں کا حل صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر واپس آنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اِن مختلف عذابوں کے اسباب ہماری اپنی بداعمالیاں ہیں اور اگر ہم دوبارہ شریعت کی طرف نہ لوٹے تو اور بھی کئی طرح کے عذاب اور مصائب کا سامنا کرنا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ اپنی اُمّت کو اِن علامات کے متعلق تعلیم فرما گئے ہیں اور ان حالات کے اسباب (جو بداعمالیاں ہیں) بتا گئے ہیں، ہم اِن اسباب کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کر کے مصائب سے اپنے آپ کو، اپنے معاشرہ کو اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کو بھی بچا سکتے ہیں۔ وہ اسباب جن سے یہ مصائب آتے ہیں.....کیا ہیں؟ اُن کو اس مضمون میں آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے:

پندرہ گناہ اور عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب **1** مشترک مال (حکومتی خزانہ) چند ہاتھوں میں رہ جانے والا ہو جائے گا **2** امانت کی چیز مالِ غنیمت سمجھ (کر کھالی) جائے گی **3** زکوٰۃ تاوان سمجھی جائے گی (اس لئے ادا نہ کریں گے) **4** علمِ دین دنیا کے لئے سیکھا جائے گا (کہ ڈگری حاصل ہو گی تو نوکری لگوا لیں گے) **5** آدمی (خلافِ شریعت) اپنی بیوی کا کہا مانے گا **6** اپنی ماں کو ستائے گا **7** دوست کو قریب کرے گا **8** باپ کو دور کرے گا **9** مسجدوں میں آوازیں اُٹھیں گی (یعنی جھگڑے اور دنیا کی باتیں کریں گے) **10** خاندان کا بڑا فاسق آدمی ہو گا **11** قوم کا لیڈر گھٹیا ہو گا **12** آدمی کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزّت کی جائے گی **13** فاحشہ گانے والی عورتیں، سُر (گانے باجے) کے آلات عام ہو جائیں گے **14** شرابیں پی جانے لگیں گی **15** اس اُمّت کے بعد والے پہلوں پر لعنت کرنے لگیں گے **تو** ایسے حالات میں سرخ آندھیوں اور زلزلوں اور زمین میں دھنسنے اور شکلیں بدلنے اور پتھروں کی بارش اور مسلسل نشانیوں کا انتظار کریں جو موتیوں کی پروئی ہوئی لڑی کے دھاگہ ٹوٹنے سے موتیوں کے مسلسل گرنے کی طرح ظاہر ہوں گی۔ [ترمذی 44/2]

جاری ہے

کیا دین دار لوگ مصائب میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں؟

مرسلہ جناب محمد حسنین صاحب، لاہور

اگر کوئی کہے کہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ فرماں برداروں کے زیادہ کام اٹکتے ہیں کہ کوئی تنگ دست ہے، کوئی بیمار ہے۔

اس کا **جواب** یہ ہے کہ کامیابی کی ایک تو صورت ہوتی ہے اور ایک اس کی حقیقت و روح ہوتی ہے۔ ''مال، صحت اور جاہ (مرتبہ)'' یہ سب کامیابی کی ظاہری صورتیں ہیں اور اس کی حقیقت و روح ''دل کا اطمینان اور راحت'' ہے۔ مال، جاہ اور صحت ان سب سے مقصود اطمینان اور راحت ہی ہے۔ اگر سب کچھ ہو لیکن دل پریشان ہو تو اس کو اہلِ دنیا بھی کامیابی شمار نہیں کرتے، چناں چہ اگر ایک شخص کے پاس مال و دولت، شان و شوکت سب کچھ ہو اور اس کو پھانسی کا حکم ہو جائے اور اس کے مقابلے میں ایک شخص فرض کیا جائے کہ جس کے پاس ایک پیسہ نہیں ہے وہ مزدوری کر کے اطمینان کے ساتھ اپنا پیٹ پالتا ہے، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کی تمام دولت تم کو ملے گی اگر اس کے بجائے تم پھانسی پر چڑھ جاؤ اور یہ اقرار کرلو کہ قاتل میں ہوں، وہ ہرگز منظور نہ کرے گا اور کہے گا کہ میں اس دولت کو لے کر کیا کروں گا چولھے میں ڈالوں گا، جب میری جان ہی نہ ہوگی تو ایسی دولت کا کیا کروں گا۔ اور اس دولت مند سے اگر پوچھا جائے کہ تم کو خلاصی (چھٹکارا) ہو جائے گی مگر اس شرط سے کہ اس شخص کا فقر و فاقہ تم کو لگے گا، تو وہ شخص خوشی سے راضی ہو جائے گا۔

پس معلوم ہوا کہ کامیابی کی حقیقت مال وجاہ (مرتبہ) وصحت نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کی اطمینان اور دل کی راحت ہے۔

حکیم الاُمّت حضرت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بات دعویٰ سے کہتے تھے کہ ''اگر اہل اللہ پر فقر و فاقہ اور مصائب خواہ کسی قدر ہوں ان کا دل پریشان نہیں ہوتا اور نافرمان کو کتنی ہی عیش وعشرت ہو لیکن اس کا دل ہمیشہ پریشان ہی ہوگا۔ خاص کر مسلمان کو تو نافرمانی میں آرام ملتا ہی نہیں''۔

حقیقی کامیابی اتباعِ شریعت میں منحصر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے مطابق چلنے کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین

تاجروں کو نصیحت:

علاّمہ ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ تاجروں کو نصیحت فرماتے: ''اللہ سے ڈرتے رہنا اور حلال ذرائع سے جو روزی تمہارے لئے مقدّر ہو چکی پس اسی کو اپنا مطلوب بنانا۔ دیکھو! تمہاری تقدیر میں جو روزی لکھی گئی ہے اس کے سوا کچھ بھی تم کر و حاصل نہ کر سکو گے''۔

حلیۃ الاولیاء 263/2

اِصلاحی مجالس

اخذ و ترتیب
مولانا زین العابدین
صاحب، لاہور

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاO

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاO

"پھر یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے"۔

﴿الانشراح: 5،6﴾

مکّہ مکرّمہ میں مشرکینِ مکّہ آپ ﷺ کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ اِن آیات میں نبی پاک ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ نہ گھبرائیں کیوں کہ تکلیف کے ساتھ آسانی بھی ملے گی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنی تکالیف مجھے پہنچائی گئی ہیں کسی کو بھی نہیں پہنچائی گئیں۔

شُبہ: بہ ظاہر شُبہ ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں انہوں نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی اور کافر انہیں لہولہان کر دیتے تھے۔

جواب: آپ ﷺ کی طبیعت میں نزاکت تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو تھوڑی سی تکلیف بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی۔

اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے خادموں میں سے جس میں نزاکت زیادہ ہو اس کو تھوڑی تکلیف بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

طبیعت کی نزاکت کے واقعات:

1. ہمارے قریب زمانہ کے بزرگ حضرت مرزا مظہر جانانِ جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ بہت نازک مزاج تھے۔ آپ ایک دفعہ "مراد آباد" تشریف لے گئے تو آپ کے لئے نواب صاحب کے گھر سے بڑی عمدہ چارپائی منگوائی گئی، لیکن آپ نے فرمایا کہ اِس چارپائی میں کچھ کانْ تھی کہ ایک طرف سے کچھ زیادہ لمبی اور دوسری طرف سے کچھ کم لمبی تھی اِس وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی۔

2. حضرت مرزا مظہر جانانِ جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے جو کھانا تیار کیا جاتا تھا وہ لکڑیوں پر نہیں پکتا تھا کیوں کہ اُن میں دھواں ہوتا ہے، آپ دھویں کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ کوئلے سُلگا کر اُن پر آپ کے لئے کھانا پکتا تھا، ایک دفعہ ایک کوئلہ کچھ کم سُلگایا گیا تو اُس کھانے سے لقمہ منہ میں ڈال کر فرمانے لگے کہ دھوئیں کی بو آ رہی ہے۔

3. ایک دفعہ سردی کی وجہ سے حضرت مرزا مظہر جانانِ جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آئی، ایک بڑی بی نے آپ سے کہا کہ میں

آپ کے لئے نیچے بچھانے والی ایک تُلائی بنا کے لاؤں گی تاکہ آپ کو سردی نہ لگے، تو جب وہ بڑی بی تُلائی بنا کر لائیں تو آپ اس پر سوئے ، آپ نے فرمایا سردی تو نہیں لگی لیکن اس کے جو نگندے (دھاگے) تھے وہ ٹیڑھے تھے اس لئے مجھے نیند نہیں آئی۔

حضرت مرزا مظہر جانانِ جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے نازک مزاج تھے، تو جب آپ ﷺ کے خادم اتنے نازک مزاج تھے تو آپ ﷺ خود کتنے نازک مزاج ہوں گے۔ نازک مزاج ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو تھوڑی تکلیف بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی اس لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ تکالیف کسی کو نہیں دی گئیں۔

نبی پاک ﷺ کی نزاکتِ طبع:

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد کے موقع پر کافروں کی طرف سے (مسلمانوں سے) لڑنے آئے تھے، انہوں نے اِس جنگ میں آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا، بعد میں یہی وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے تھے، نبی علیہ السلام کو معلوم ہوگیا تھا کہ انہوں نے میرے چچا کو شہید کیا تھا، تو آپ ﷺ نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے سامنے نہ آؤ تو اچھا ہے کہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے چچا کی یاد آجاتی ہے اور مجھے غم ہوتا ہے، وہ ساری عمر آپ کے سامنے نہیں آئے۔

پھر حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے دُعا کی: "یا اللہ! مجھ سے ایک بہت بُرا کام ہوگیا تھا اب مجھے کوئی بہت اچھا کام کرنے کی توفیق دیں تاکہ میرا وہ عیب دُھل جائے"۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذّاب (جس نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا) سے لڑائی ہوئی تو حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے کوشش کر کے مسیلمہ کذّاب کو قتل کر دیا اور خوش ہوئے کہ شکر ہے کہ مجھ سے اچھا کام ہوگیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 20/4)

راحت و آسانی ملنے کا ذریعہ

تکلیف اور راحت ایک دوسرے کی ضدّ (مخالف) ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایک ضدّ دوسری ضدّ کا ذریعہ اور سبب بن جاتی ہے کہ ایک تکلیف راحت ملنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

یوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلّی دے رہے ہیں کہ ایک تکلیف کے بعد دو آسانیاں ملیں گی۔

پھر مکّہ کی زندگی کے بعد مدنی زندگی میں آپ ﷺ کو کیسی راحتیں، بلندیوں اور فتوحات ملیں کہ مکّہ کی زندگی میں تکلیفیں ہی تکلیفیں تھیں اور مدینہ کی زندگی میں راحتیں ہی راحتیں ملیں۔

تو ہمیں قیامت تک کے لئے سمجھا دیا کہ تکلیف آئے تو گھبراؤ نہیں کیوں کہ ایک تکلیف کے بعد دو آسانیاں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں۔ آمین

کایا پلٹ عمرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدیر ماہ نامہ علم و عمل، لاہور

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عمرہ کرنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کا کام ہے، مگر صحیح طریقہ سے ہو اور پھر دینی ترقی کا ذریعہ ہو۔ یعنی بندہ گناہوں سے بچے خصوصاً وہ گناہ جو عادت بن کر ہو رہے ہیں مثلاً شلوار ٹخنوں سے نیچے رہتی تھی عمرہ پر جانے کی برکت سے اب ٹخنوں سے اوپر رکھنے لگا، اسی طرح قضا نمازوں، قضا روزوں، قضا زکوٰۃ و فطرانہ و قربانی اور سجدۂ تلاوت کی قضا وغیرہ کی طرف دھیان نہ تھا اب ان سب چیزوں کا حساب لگا کر ادائیگی شروع کر دی، ڈاڑھی نہیں تھی اب عمرہ کے بعد ڈاڑھی رکھ لی۔

غرض اپنی زندگی میں کسی نہ کسی طرح کا انقلاب و اصلاحی پہلو جاگ اُٹھا پھر تو واقعی عمرہ ہی نہیں بلکہ "کایا پلٹ عمرہ" اس کا نام ہوگا، صرف ڈاڑھی منڈوانے والوں کو تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر شخص آخرت کی ترقی کا محتاج ہے، عمرہ پر جانے والے مرد، خاتون کو اپنے اندر بہتری لانی چاہئے تب تو فائدہ ہوگا ورنہ عمرہ محض رسمی ادائیگی اور فیشن کا نام بن کر رہ جائے گا۔ وہاں کے آداب کا خوب دھیان رکھئے اور وہاں ہر نماز کے بعد (تقریباً) جنازہ پڑھے جاتے ہیں اسی سے اپنی موت کی فکر اور تیاری کو تیز کیجئے محض عبادت کی نیت ہو اور شاپنگ وغیرہ دنیاوی نیتیں ملی ہوئی نہ ہوں۔ پھر روضۂ اقدس میں نہایت ادب سے حاضری دی جائے، خوب دُعائیں کی جائیں، درود شریف خوب پڑھا جائے اور سلام بہت زیادہ پیش کیا جائے۔

دیکھیے! بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک قبروں کا پتہ تک نہیں ہے مگر خاتم النبیین (آخری پیغمبر) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مبارک روضہ کا یقین سے پتہ ہے پھر بھی بندہ فائدہ نہ اُٹھائے تو کتنی عجیب بات ہے۔ مگر فائدہ صحیح معنیٰ میں اسی وقت ملے گا جب اپنے اندر مکمل فرماں برداری کرتے ہوئے اور نافرمانی سے بچنے کا پختہ ارادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ایسے مبارک عمرہ کرنا ہر سال نصیب فرماویں

آمِیْن ثُمَّ آمِیْن وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عمرہ عبادت ہے اس میں رسم، فیشن، دکھاوا جیسی چیزیں ہرگز نہ ہونی چاہئیں۔ (مدیر)
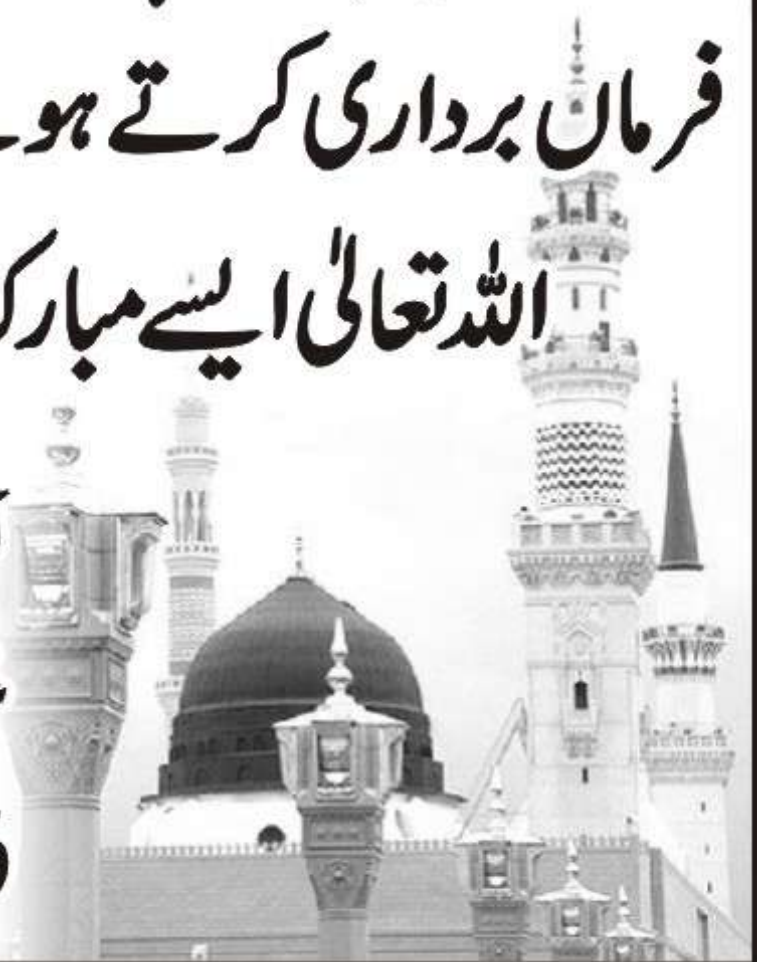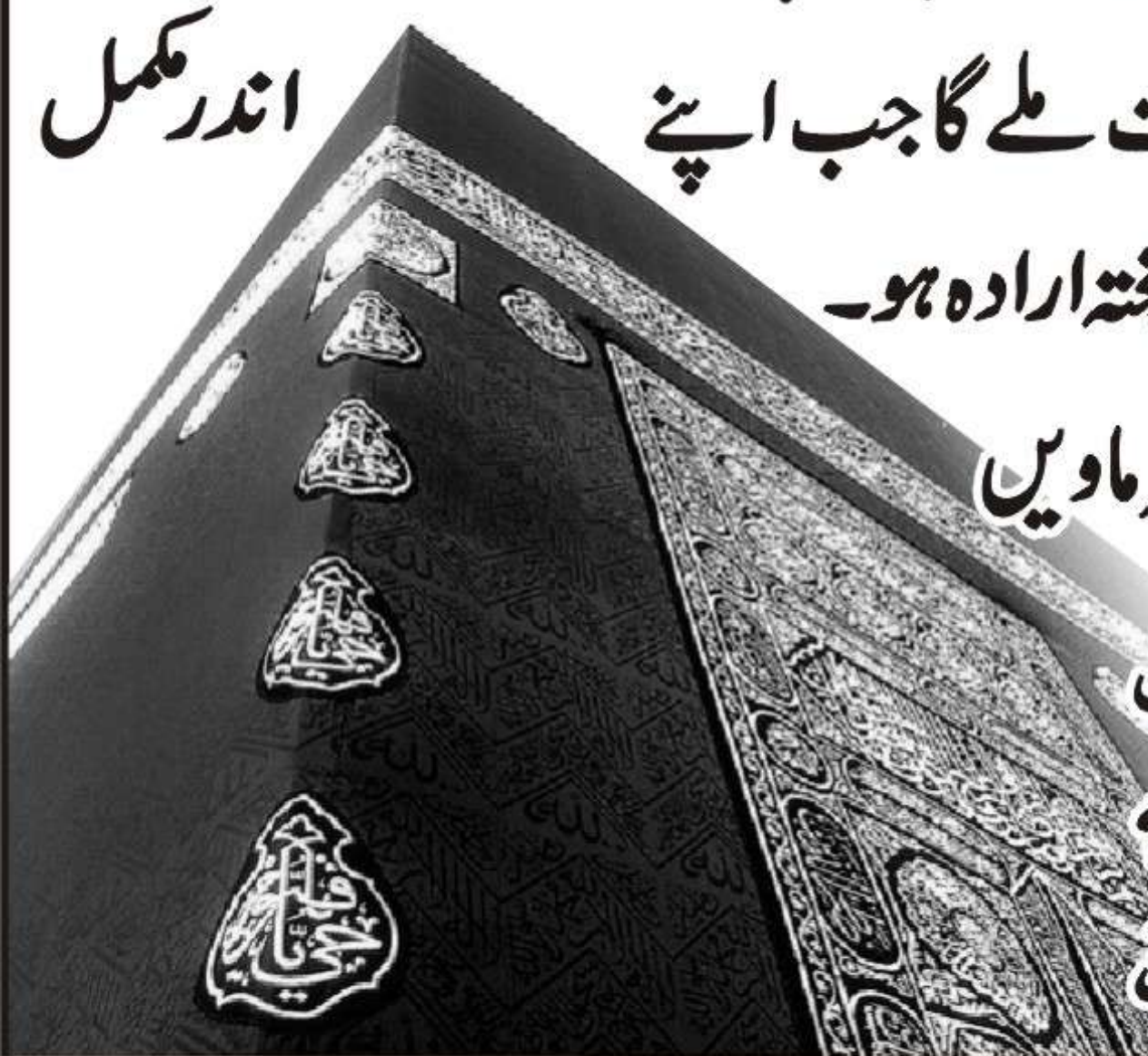
کشکول

قارئینِ کرام کے مراسلات سے مزیّن

آہ کا اثر: حضرت علاّمہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کہیں جارہے تھے کہ بہترین لباس میں ایک خوب صورت سِکھ کو دیکھا آپ نے ''آہ'' کہا۔ سِکھ نے ''آہ'' سن کر پوچھا کہ آپ نے ''آہ'' کیوں کہا؟ فرمایا: اس لئے کہ اتنا خوبصورت آدمی اور جہنم میں جارہا ہے، سِکھ نے کہا مجھے کلمہ پڑھاؤ اور مسلمان ہوگیا۔

(نقل از مولانا طارق جمیل صاحب)

(مرسلہ: ڈاکٹر حافظ محمد امان اللہ خان، سوات)

کہاں تک بھاگو گے؟

معجمِ کبیر طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اس شخص کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لومڑی جیسی ہے جس سے زمین نے اپنا قرضہ طلب کیا اور یہ اس سے بھاگنے لگی، بھاگتے بھاگتے جب تھک گئی اور تھک کر بالکل چکنا چور ہوگئی تو اپنے بھٹ (بل) میں جا گھسی، زمین چوں کہ وہاں بھی موجود تھی، اس نے لومڑی سے کہا میرا قرض لا، تو یہ وہاں سے پھر بھاگی سانس پھولا ہوا تھا، بُرا حال ہورہا تھا آخر یوں ہی بھاگتے بھاگتے بے دم ہوکر مرگئی۔

حاصل یہ نکلا کہ جس طرح اس لومڑی کے لئے زمین سے بھاگنے کی راہیں بند ہوگئی تھیں اسی طرح انسان کے لئے موت سے بچنے کے تمام راستے بند ہیں خواہ وہ موت سے کتنا ہی کیوں نہ بھاگے آخر اس کو موت آنی ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر)

(مرسلہ: اُمِّ عاتکہ، سرگودھا)

توبہ کا طریقہ:

اوّل اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نفل پڑھے (مکروہ وقت نہ ہو) پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، اگر کوئی خاص گناہ کیا ہو تو اس سے ورنہ پھر سب گناہوں سے دل سے توبہ کرے یعنی دل سے جس قدر ندامت کرسکتا ہے کرے اور آئندہ کے لئے اس سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے، اگر کسی کا حق ہو تو اس کی توبہ کے لئے اس کی ادائیگی یا اس سے معافی مانگنا شرط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ 151/1)

(مرسلہ: اُمِّ قانتہ، لاہور)

ان پر نہ کھُلیں گے کبھی اسرارِ محمد ﷺ

اللہ کا انکار ہے انکارِ محمد ﷺ
اللہ کا اقرار ہے اقرارِ محمد ﷺ
گر دیدۂ بینا ہو عطا، تو نظر آئے
انوارِ الٰہی سے ہیں انوارِ محمد ﷺ
سرکارِ دوعالم کی سنّت پہ جو فدا ہیں
بس ان کو نظر آئیں گے انوارِ محمد ﷺ
ہے سنّت نبوی ﷺ سے نہیں جن کو سروکار
ان پر نہ کھلیں گے کبھی اسرارِ محمد ﷺ

شاعر: حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی

ایجادات و انعامات کا درست استعمال

مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ

عہدِ حاضر علمی و صنعتی ایجادات واختراعات کے لحاظ سے انسانی تاریخ کا ممتاز ترین عہد ہے اور بجا طور پر اس کا مستحق ہے کہ اس کو ''ایجادات اور برق وفولاد کے عہد'' کا لقب دیا جائے، یورپ کی امامت اس باب میں مسلّم ہے اور اس کے محققین وموجدین کی ذہانت اور کاری گری زیرِ بحث نہیں، بلکہ ہمیں یہ جائزہ لینا ہے کہ ان ایجادات کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے کس حد تک اپنے مقصود کو پورا کیا ہے؟ اور دُنیا کے لئے یہ ایجادات خیر وبرکت اور باعثِ راحت ہوئیں یا انہوں نے دنیا کی مشکلات ومصائب میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

ایجادات کا درست مقصد:

ہمارے نزدیک ان علمی تحقیقات اور صنعتی ایجادات کا صحیح مقصد یہ ہے کہ انسان کو زندگی کے فطری سفر میں اپنی لاعلمی اور کمزوری کی وجہ سے جو رُکاوٹیں درپیش آتی ہیں ان پر قابو پایا جائے اور صحیح مقاصد کے تحت قدرت کی ان قوّتوں اور دولتوں سے فائدہ اُٹھایا جائے جو اس دُنیا میں بکھری ہوئی ہیں۔

مثال کے طور پر انسان قدیم زمانہ میں پیدل چلتا تھا پھر یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ وہ جانوروں سے فائدہ اُٹھائے، اس نے بیل گاڑی سے کام لیا، پھر اس نے تیز رفتاری پیدا کرنی چاہی تو تیز رفتار گھوڑوں کے ذریعہ دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کی، انسان کی فطرت میں قناعت اور سکون نہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ بھی اس کو کسی ایک منزل پر ٹھہرنے نہیں دیتا، اس کی ضروریات بھی بڑھتی گئیں اور راحت (تیزی) کا معیار بھی بلند ہوتا گیا اور بتدریج (آہستہ آہستہ) وہ سواریاں وجود میں آتی رہیں جن میں سے ہر ایک پہلے کے مقابلہ میں تیز ہے، بحری سفر میں اس نے بادبانی کشتیوں سے دُخانی جہازوں تک ترقی کی، حمل ونقل کے برّی وفضائی آلات ووسائل بھی اس نقطہ تک پہنچ گئے جو پہلے زمانہ کے لوگوں کے خواب وخیال میں بھی نہ تھے۔

ایجادات ربّ تعالیٰ کا انعام ہیں:

اگر صحیح مقصد کے تحت ان سے فائدہ اُٹھایا جائے، غیر ضروری مشقّت اور وقت اور قوّت کے غیر ضروری استعمال سے بچ کر ان کو کسی بہتر جگہ استعمال کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سفر کی اس راحت، سہولت اور سُرعت (تیزی) کو بطورِ انعام ذکر کیا ہے۔

ایجادات...شکر وناشکری کا امتحان:

لیکن ان نعمتوں اور سہولتوں سے فائدہ اُٹھانے

حدیث: نرمی کو اختیار کرو جس میں یہ صفت ہوگی اس میں خوبی پیدا کر دے گی۔ [مسندِ احمد: 25425]

میں ایک خداشناس اور ناخداشناس کی نفسیات میں بڑا فرق ہے۔ مؤمن کو اس کی ہدایت ہے اور اس سے توقع کی گئی ہے کہ وہ ان نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا انعام اور بخشش ہے، اس نے اس آزاد اور بے مہار جانور (یا بے حس و حرکت لوہے اور لکڑی کو) اس طرح اس کا تابع فرمان اور آلۂ کار بنادیا ہے کہ وہ اس کے حکم وارادہ سے رواں دواں (چلتا) ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی عقل وتدبیر اور قوّت ولیاقت نہ ہوتی تو یہ اس کے بس کی بات نہ تھی۔ اور عین اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ بات پیشِ نظر رہے کہ وہ قوّت وقدرت کے باوجود اشیاء کے اصل خالق اور عالَم کے فرماں روا کے حضور حاضر ہونے پر مجبور ہے اور اس کو ایک دن اس کا حساب دینا ہے کہ اس نے ان نعمتوں سے کیا فائدہ اُٹھایا؟ اور ان کو کہاں استعمال کیا؟ اور ان کا کیا حق ادا کیا؟ غرض مؤمن ان نعمتوں کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام اور شکر وناشکری کا امتحان سمجھتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے الفاظ ہیں:

هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ الخ ﴿النمل:40﴾

"یہ میرے ربّ کا احسان ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں، جو کوئی شکر کرے گا تو اپنے واسطے اور اگر کسی نے ناشکری کی تو میرا ربّ تو بے نیاز وکریم ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام انعامات پر شکر ادا کرنے اور ایجادات کا درست استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: شراب کی خرابیاں وبرائیاں

7 کام کاج میں سستی شرابی قوّتوں کے کم زور ہو جانے کی وجہ سے اکثر کام کاج سے جی چرانے لگتا ہے، کام کرنے کے لئے بھی اسے شراب کا سہارا لینا پڑتا ہے یہاں تک کہ اس کی قوّتیں بالکل جواب دے جاتی ہیں۔

انہی خرابیوں اور برائیوں کی وجہ سے قرآن شریف میں شراب کو "نجس، شیطانی عمل اور حرام قرار دیا ہے"۔ ﴿المائدۃ:90﴾

اور اس کے پینے والے پر حدّ (سزا) مقرّر کی ہے۔

یورپ کی متمدّن قوموں پر بھی شراب خوری کی یہ خرابیاں بہ خوبی واضح ہو چکی ہیں اور وہ اس کا باقاعدہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ یہ چیز "حرام" ہونے کے قابل ہے مگر قانوناً اس کو جُرم قرار نہیں دیتے جب کہ اسلامی تعلیم نے شراب خوری کا قلع قمع (خاتمہ) کیا ہے اور اس لعنت سے محفوظ رہنے کا حکم دیا ہے۔

تسہیل وترتیب:
مولانا محمد طیب الیاس صاحب، لاہور

مزدور کی مزدوری
جلدی دیجئے اور پوری دیجئے

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری قدس سرہ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو''۔ [ابنِ ماجہ]

حدیث: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر قیامت کے دن میں دعویٰ کروں گا:
1 جس شخص نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر دھوکہ دیا۔ 2 جس شخص نے آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ 3 جس شخص نے کسی شخص کو مزدوری پر لیا پھر اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔ [بخاری]

مذکورہ احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں

1 مزدور کو مزدوری جلدی دی جائے اور پوری دی جائے۔

2 اللہ تعالیٰ کے نام پر عہد کرنے کے بعد معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کا سخت وبال ہے۔

3 کسی ایسے مرد، عورت، بچے یا بچی کو بیچ دینا جو شرعی اُصول کے مطابق مملوک نہ ہو حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔

بہت سے لوگ اپنی لڑکیاں بیچ دیتے ہیں جس کا رواج بعض علاقوں میں ہے اور بہت سے لوگ قحط کے زمانہ میں اپنے بچوں یا دوسروں کے بچوں کو بیچ دیتے ہیں یہ سب حرام ہے۔

جس طرح مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری رکھ لینا یا پوری نہ دینا سخت گناہ ہے اور اس میں حقوق العباد مار لینے کی مصیبت اپنے اوپر سوار کر لینا ہے اسی طرح مزدور کے لئے بھی لازم ہے کہ کام پورا کرے اور وقت پورا دے۔

بہت سے لوگ تنخواہ اور مزدوری تو پوری لے لیتے ہیں اور کام پورا نہیں کرتے یا صحیح نہیں کرتے یا وقت پورا نہیں دیتے اس میں بھی ''خیانت'' ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو حقوق العباد مار لینے کی مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ لوگ خیانت کرنے کے بھی گناہ گار ہوتے ہیں اور حقوق العباد کا بوجھ بھی اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حقوق العباد کی ادائیگی نیکیوں کے ذریعہ ہوگی اور نیکیوں سے پورا نہ پڑا تو اہلِ حقوق کے گناہ اپنے سر لینے پڑیں گے۔ اور جو لوگ رشوت لیتے ہیں اور رشوت لینے کی وجہ سے مقرّرہ کام انجام دینے کے بجائے رشوت دینے والے کی مرضی کے مطابق اس کا کام کر دیتے ہیں یہ لوگ بھی خیانت کرنے والے ہیں، رشوت تو حرام ہے ہی ملازمت کی تنخواہ بھی حلال نہیں رہی کیوں کہ جس کام کی تنخواہ دی جاتی ہے اس کے خلاف کام کرتے ہیں۔ پس ہر ملازم اور ہر ذمّہ دار پر لازم ہے کہ گناہ گاری والا عمل نہ کرے اور جو کام اس کے ذمّہ سپرد کیا گیا ہوا سے صحیح طریقہ پر پورا انجام دے۔

بیمار دل کی علامات

مرسلہ: محمد یوسف کمبوہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان

انسان کے اعضاء میں سب سے قیمتی چیز دل ہے، دل اگر تندرست رہے تو باقی جسم بھی تندرست رہے گا، اگر دل بیمار ہو جائے تو باقی جسم بھی بیمار ہو جائے گا اور انسان سے وہ اعمال صادر نہیں ہو سکیں گے جو کہ شریعت کو مطلوب ہیں۔

حافظ ابنِ قیمؒ علیہ الرحمۃ نے بیمار دل کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں:

پہلی علامت جب انسان فانی چیزوں کو باقی رہنے والی چیزوں پر ترجیح دینے لگے تو وہ یہ سمجھ لے کہ میرا دل بیمار ہے۔ مثلاً دُنیا، اُس کا سازو سامان، اُس کی عزّت، مرتبہ، آسائش کو آخرت کے سازو سامان، عزّت، مرتبہ، آسائش اور راحت پر ترجیح دے۔

دوسری علامت جب انسان کو رونا نہ آئے تو وہ سمجھ لے کہ دل سخت ہو چکا ہے، اور دل بیمار ہے۔ کبھی انسان کا رونا آنکھوں سے ہوتا ہے اور کبھی دل سے، بعض اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی آنکھوں سے بظاہر رونا نہیں ہوتا مگر دل روتا ہے بہر حال بالکل ہی رونا نہ آئے تو یہ بیمار دل کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ مخلوق سے ملنے کی تو تمنّا ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہی نہ ہو تو سمجھ لے کہ دل بیمار ہے بلکہ یہ تو دل کی موت ہے۔

چوتھی علامت جب انسان کا نفس اللہ ربّ العزّت کی یاد سے گھبرائے اور مخلوق کے ساتھ بیٹھنے سے خوش ہو۔

اللہ تعالیٰ کی یاد سے گھبرانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا دل نیکی سے گھبرائے تو سمجھ لے کہ دل بیمار ہے۔ رونا نہ آنا، نیکی سے طبیعت کا پُرسکون ہونا نہ ہونا یہ "کیفیّات" ہیں جو انسان پر طاری ہوتی ہیں، اس لئے اگر رونا نہ بھی آئے تو گھبرائے نہیں رونے جیسی شکل ہی بنا لے یہ بھی مطلوب ہے اور اگر شریعت کے خلاف عمل ہوتا دیکھے اور رونا نہ آئے، برائی کو بُرا نہ جانے بلکہ طبیعت ہشاش بشاش ہی رہے تو بلاشبہ یہ مردہ دلی کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر نیکی سے دل گھبرائے، سکون نہ آئے تو گناہوں کو چھوڑے مگر نیکی پر عمل کرتا ہی رہے آخر کار نیکی اپنا اثر دکھائے گی، سب ظلمتیں دور جائیں گی اور اعمال میں بہار آ جائے گی۔

اور اپنی دل کی بیماریوں کے لئے کسی طبیبِ روحانی کا انتخاب کرے جو کہ متّبعِ شریعت ہو اور کسی سے اصلاح یافتہ ہو۔ (بحوالہ سکونِ قلب: 38)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک صحبت کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

سلام سے متعلق دل چسپ معلومات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

مدیر ماہ نامہ علم و عمل، لاہور

الفاظِ سلام جب مسلمان ایک دوسرے کو ملیں تو سب سے پہلے سلامتی کا تحفہ دیں۔ شریعت میں اس کی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ سلام کرنے والا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہے تو سننے والے کو "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہنا چاہیے۔ غرض جتنے الفاظ سلام کرنے والا کہے کم از کم اتنے ہی الفاظ جواب دینے والا ضرور کہے۔

لفظی غلطیاں لفظ "سلام" کو اکثر لوگ اس طرح لکھتے ہیں "اسلام وعلیکم" اس میں دو غلطیاں ہیں ایک تو لفظ "السلام" (الف لام کے ساتھ) ہے "اِسلام" نہیں، دوسری غلطی السلام اور علیکم کے درمیان "واؤ" لکھنا ہے۔

فضائلِ سلام 1 سلام کرنے والے کو تیس (30) نیکیاں جب کہ جواب دینے والے کو صرف ایک نیکی ملتی ہے۔ 2 سلام میں پہل کرنے والا (فی الحال) تکبر سے بری ہوتا ہے۔ [بیہقی] 3 میل ملاقات کے وقت مفت میں ایک دوسرے کو صحیح سلامت رہنے کی دُعا مل جاتی ہے۔ 4 اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں لینے دینے کا انمول خزانہ ہے۔ 5 مصافحہ سے دونوں طرف کے گناہ جھڑتے ہیں جب کہ سنّت کے مطابق دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔ [مسندِ احمد]

لطائفِ سلام "السلام" اللہ تعالیٰ کا نام ہے "دار السلام" جنّت کا نام ہے، السلام کے زیادہ استعمال سے بندہ جو کہ عبد السلام ہے دار السلام یعنی جنّت میں جا سکتا ہے۔ پھر "علیکم" جمع کا صیغہ بولا جاتا ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ سلامتی من جانب اللہ ہونی ہے تو سب پر ہی ہو جائے گو حاضر صرف ایک ہے مگر فرشتے اور جنات بھی اس سلامتی کی دعا میں شامل ہو جائیں۔

حدیث میں لفظ السلام کے ساتھ دعائیہ کلمات آتے ہیں: [مسند احمد: 25979، ابوداؤد: 1514، ابن ماجہ: 924]

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

واجباتِ سلام 1 سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ 2 نماز میں "السلام" کا لفظ بوقتِ اختتام واجب ہے۔ 3 کوئی دور سے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرے تو بھی منہ سے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ کیوں کہ صرف ہاتھ ہلا دینے سے نہ سلام ہوتا ہے نہ اس کا جواب البتہ دور ہونے کی وجہ سے ہاتھ ماتھے پر لگانا یہ بتانا ہے کہ میں منہ سے سلام کر رہا ہوں۔ 4 مسلمانوں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ملاقات کے وقت سلام کریں۔ 5 سلام کا جواب اتنی زور سے

دینا کہ اس کو آواز پہنچ جائے اگر وہ بہت دور ہے تو ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا چاہئے۔

مکروہاتِ سلام 1 بول و براز اور بدن پر کپڑا نہ ہونے کی صورت میں نہ سلام کرنا چاہئے اور نہ ہی جواب دینا چاہئے۔ 2 کوئی پڑھ رہا ہو یا وضو کر رہا ہو تو بھی سلام نہ کرنا چاہئے۔ 3 دورانِ کھانا یا اذان بھی سلام نہ کرنا چاہئے۔ ان صورتوں میں سلام کا جواب دینا واجب نہیں رہتا۔

ممنوعاتِ سلام 1 حدیث میں ہے لَیْسَ لِلنِّسَاءِ سَلَامٌ وَلَا عَلَیْھِنَّ [حلیۃ الاولیاء لابی نعیم 58/8] کہ ''عورتوں (یعنی غیر محرموں) کو سلام نہ کریں اور نہ ہی ان پر جواب دینا لازمی ہے، کیوں کہ عورتوں کے لئے بلاضرورت گفتگو کرنا ''فتنہ'' ہے۔ عورتوں کی آواز بھی ''عورت'' ہے۔ 2 کافر کو سلام کرنا ممنوع ہے، اگر وہ پہل کر دے تو جواب نہیں دے سکتے بلکہ صرف ''وعلیکم'' کہہ دینا چاہئے۔ 3 اتنی بلند آواز سے سلام نہ کریں کہ غیر متعلقہ شخص کو تکلیف ہو۔ 4 کسی کو جھک کر سلام کرنا ممنوع ہے۔

مسائلِ سلام 1 ملاقات کے شروع میں بالاتفاق مصافحہ مسنون ہے اور رخصت کے وقت دو قول ہیں، ان دو موقعوں کے علاوہ مصافحہ ثابت نہیں۔ 2 عید کے دن ایک دوسرے سے مصافحہ یا معانقہ کرنا رسم ہے جو کہ ''بدعت'' ہے اس لئے چھوڑ دینا چاہئے، بالخصوص عید کی نماز کے فوراً بعد گلے ملنے لگ جاتے ہیں جب کہ یہی دو ساتھی نماز سے پہلے اکھٹے آئے تھے۔ 3 دونوں اکھٹے ایک ساتھ سلام کرلیں تو کسی پر جواب واجب نہیں، اس لئے کہ سلام دونوں طرف سے ہو گیا، اگر ایک کا سلام ذرا پہلے ہو تو دوسرے کو جواب دینا واجب ہے۔ 4 مصافحہ دو ہاتھ سے کرنا چاہئے علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اس سے دونوں کے گناہ جھڑتے ہیں۔
5 کسی کے ذریعہ سے سلام آئے تو یوں جواب دینا چاہئے: ''وعلیک وعلیہ السلام۔ [مصنف ابن ابی شیبہ: 26209]

آدابِ سلام 1 ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرنا۔ 2 دوسرے کے سلام کا انتظار نہ کرنا۔ 3 جن کو نہیں پہچانتا ان کو بھی سلام کرنا۔ 4 فون یا خط میں بھی بولنا اور لکھنا چاہئے۔ 5 نیک لوگوں، رشتہ داروں اور آپس میں ایک دوسرے کو بھی سلام بھجوانا چاہئے۔

اغلاطِ سلام 1 خوشی یا جلدی میں بچوں کو سلام کرتے وقت ''السام لیکم'' بولتے ہیں اس کا معنی ہوتا ہے ''تمہارے لئے ہلاکت ہو''۔ 2 تمام حروف کی ادائیگی دُرست ہونی چاہئے۔
3 اسی طرح لاڈ میں ''الچھام لیکم'' کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔

برکاتِ سلام 1 سلام کے الفاظ ہی میں ''بُرکات'' کا لفظ موجود ہے۔ 2 جب ملاقات پر اس سنّت کو زندہ کریں گے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی برکت سے گفتگو صحیح ہوگی، گناہ معاف ہوں گے، لڑائی جھگڑے سے بچیں گے۔ آپس میں انسیت و محبّت ہوگی 3 گھر یا کمرہ میں آئیں اگرچہ گھر یا کمرہ خالی ہو تو سلام کی برکتیں پھر بھی لے لینی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تبصرہ: مدیر ماہنامہ علم وعمل لاہور

تبصرہ و تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نام کتاب: راہِ جنّت صفحات: 192

ملنے کا پتہ: مکتبہ امدادیہ، ملتان 061-4544965

اس کتاب کا اصل نام "جنّت میں لے جانے والے اعمال" ہے۔ مگر آسانی کے لئے دو لفظی نام "راہِ جنّت" رکھ دیا گیا ہے۔

بہر حال مناسب یہی تھا کہ اصل نام پر ہی اکتفاء کیا جاتا کیوں کہ "راہِ جنّت" نامی کتاب اور بھی ہے۔ تاہم ماشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب عمدہ مجلّد ٹائٹل کے ساتھ درمیانہ درجہ کے کاغذ پر قرآن وحدیث کی بہت ساری باتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اور احادیث بھی ماشاء اللہ تعالیٰ باحوالہ درج کی گئی ہیں، عربی عبارت اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کے ساتھ طبع ہو کر منظرِ عام پر آگئی ہیں۔

اس کتاب میں جنّت حاصل کرنے اور جہنم سے بچنے کے اسباب بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ جنّت کے بارے میں لکھی گئی اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم کے ساتھ بغیر حساب اور بلا عذاب جنّت میں ہمیں بھی جگہ عطا فرمائے آمین ثم آمین

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نام کتاب: اُسوۂ رسول اکرم ﷺ

تالیف: عارِف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

قرآن حکیم اور سنّتِ رسول ﷺ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی پیاری سنّتوں پر عمل پیرا ہونا ہی انسان کی مکمل اصلاح کا نسخۂ اکسیر ہے اور دُنیا وآخرت کی کامیابی کی کُنجی ہے۔ اور یہ اتباع واطاعت دین کے تمام شعبوں میں ضروری ہے۔

اس کتاب میں حضرت عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر شعبے سے متعلق سنّتِ نبویّہ کو بہترین ترتیب سے جمع فرما دیا ہے کہ عبادات، معاشرت اور اَخلاق سے متعلق سُنن ایک بہترین انداز میں جمع ہو گئی ہیں۔

یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے میں پہنچنا ضروری ہے بلکہ اس کی ضرورت ہے کہ اجتماعی طور پر ہر گھر میں روزانہ پڑھی جائے تاکہ سنّت کی برکات گھر گھر میں ظاہر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنّت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثمّ آمین

تعارُف
از ابوناجیہ، لاہور

اِرشاداتِ اکابر

مولٰنا محمد عمر فاروق صاحب۔لاہور

قیامت قریب ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اُمّیدوں کو لمبا مت کرو اور قیامت کو دور نہ سمجھو کیوں کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی"۔(روضۃ الخطباء ص:440)

ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جو وقت سے پہلے بڑا بننے کا خواہش مند ہوتا ہے وہ ذلیل ہوجاتا ہے"۔(ملفوظاتِ امام ابوحنیفہ ص:5)

خوش اَخلاقی کی برکات

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اپنے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ خوش اَخلاقی سے پیش آنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، مال میں برکت ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے"۔(ملفوظاتِ امام مالک:ص 21)

اصلی عزّت آخرت کی عزّت ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿المنافقون:8﴾ سے کہاں کی عزّت مراد ہے؟ اور کیا اس کا مفہوم سابقین پر ختم ہوگیا ہے؟ حضرت حکیم الاُمّت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا کہ "اصلی عزّت تو مسلمان ہی کو حاصل ہے اور وہ عزّت آخرت کی ہے اس لئے کہ یہاں دنیا میں تو بعض مرتبہ اُلٹ بھی ہوتا رہتا ہے اور جس عزّت کا حق تعالیٰ اس آیت میں فرمارہے ہیں وہ عزّت آخرت ہی کی ہے اور وہاں پوری عزّت کا درجہ مسلمانوں ہی کو عطا فرمایا جائے گا اور کفار کو انتہائی ذلّت کا سامنا ہوگا"۔(ملفوظاتِ حکیم الاُمّت 162/1)

مال موقع ومحل میں خرچ کیجئے

حضرت مولٰنا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ہم کو حکم ہے کہ جو مال تم کو اس دنیا میں دیا جائے اس کو روکو مت یعنی بُخل مت کرو بلکہ خرچ کرتے رہو، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ بے جا خرچ نہ ہو یعنی یہ صرف صحیح محل ومصرف میں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر اور اس کی مقرّر کی ہوئی حدود کے اندر ہی خرچ ہو۔(ملفوظات حضرت مولٰنا محمد الیاس ص:18)

کارآمد علم

حضرت مولٰنا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "صرف علم ہی کسی شخص کی عظمت کے لئے کافی نہیں ہے ورنہ شیطان بھی بہت بڑا عالم ہے اور وہ مستشرقین جو دن رات علمی تحقیقات میں مصروف رہتے ہیں وہ بھی بہت سے مسلمان اہلِ علم سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ایسے علم کی کیا قدر ومنزلت ہوسکتی ہے جو انسان کو ایمان کی دولت نہ بخش سکے۔اسی طرح جو علم انسان کی علمی زندگی پر اثر انداز نہ ہو وہ علم بے کار ہے"۔(مآثرِ مفتی اعظم پاکستان ص:44)

مسلمانوں کے تمام طبقات میں سب سے افضل طبقہ علمائے کرام کا ہوتا ہے۔(مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ

مولانا محمد شریف صاحب، لاہور

نام ونسب: نام صہیب، کُنیّت ابو یحییٰ والد کا نام سنان، والدہ کا نام سلمیٰ بنتِ قعید۔

ابتدائی حالات: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اصلی وطن ایک قریہ تھا جو بہ اختلافِ روایات موصل کے قریب دجلہ کے کنارے یا الجزیرہ میں واقع تھا۔ رومیوں میں پرورش پا کر جوان ہوئے، بنی کلب نے ان کو خرید کر مکّہ پہنچایا اور عبداللہ بن الجُد عان نے لے کر آزاد کر دیا۔ (مستدرکِ حاکم 397/3)

قبولیتِ اسلام: حضرت عمّار اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے، یہ دونوں حضرات ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے ہیں، جب چند افراد نے اسلام قبول کیا تھا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پہلے رومی تھے جنہوں نے صدائے توحید پر لبیک کہا نبی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ "صہیب روم کا پہلا پھل ہے"۔ (طبقات ابنِ سعد ج 3)

آزمائش واستقامت: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ گو غریب الوطن تھے اور سرزمینِ کفر میں کوئی ان کا حامی ومعاون نہ تھا تاہم غیرتِ ایمان نے چھپ کر رہنا پسند نہ کیا اور ابتدا ہی میں اپنے اسلام کا حال ظاہر کر دیا اور راہِ خدا میں طرح طرح کے مصائب ومظالم برداشت کیے، لیکن استقامت اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (طبقاتِ ابنِ سعد)

ہجرت: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے والے سب سے آخری مہاجر تھے، جب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو مشرکینِ قریش نہایت سختی کے ساتھ پیش آئے اور مال ودولت کو چھیننے کی کوشش کی تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ کیا مال ودولت لے کر میرا راستہ چھوڑ دوگے؟ مشرکین نے کہا ہاں! تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سب مال چھوڑ کر صرف متاعِ ایمانی کو لے کر مدینہ پہنچے۔

غزوات: تیراندازی میں کمال مہارت رکھتے تھے تمام اہم غزوات میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

اَخلاق: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بہت زیادہ فیض یاب ہوئے ہوئے، فرماتے تھے کہ نزولِ وحی سے پہلے ہی مجھے نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ مہمان نوازی، سخاوت، غرباء کی دیکھ بھال میں نہایت کوشش فرماتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کو اسراف کا دھوکہ ہوتا تھا۔

وفات: 38ھ میں 72 برس کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین

مثالی انصاف

مولانا محمد طیّب الیاس صاحب، لاہور

فتحِ مکّہ کے بعد جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منوّرہ چلے آئے تو مسجدِ نبوی کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر بنایا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پرنالہ مسجدِ نبوی کے صحن کی طرف تھا جس کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصب کرایا تھا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ارادہ کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وہ جگہ جو مسجد کے ساتھ ہی ہے اس کو بھی مسجدِ نبوی میں داخل کیا جائے اوراسی خیال سے انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پرنالہ کو جو مسجد میں گرتا تھا اُن کی اجازت کے بغیر نکال ڈالا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کواس سے رنج اور صدمہ پہنچا۔

اس جھگڑے کے فیصلہ کے لئے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جج مقرّر کیا گیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دونوں کو اپنے مکان پر بلوایا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک خط کھینچا تھا وہیں میں نے اپنا مکان بنایا اور یہ پرنالہ جس کو عمر رضی اللہ عنہ نے توڑ ڈالا ہے یہ وہ پرنالہ ہے جس کو میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں پر کھڑے ہو کر قائم کیا تھا اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو گرادیا ہے اور میرے مکان کو مسجد میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو اسی طرح کا ایک واقعہ معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے جب بیت المقدّس بنانے کا ارادہ فرمایا تو اس جگہ دو یتیموں کا ایک گھر تھا، داؤد علیہ السلام نے وہ گھر خریدنا چاہا مگر دونوں نے بیچنے سے انکار کردیا، آخران پر دباؤ بھی ڈالا گیا اور زیادہ قیمت کا لالچ بھی دیا گیا۔ لڑکے راضی ہو گئے مگر اس قدر زیادہ مانگتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زیادہ سمجھ کر کوئی فیصلہ نہ کر سکتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جو قیمت تم ان کو دیتے ہو اگر وہ ایسی چیز ہے کہ تم اس کا مالک اپنے آپ کو سمجھ رہے ہو تو خیر تمہاری مرضی اور اگر وہ قیمت اور وہ چیز ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہے تو ان کو اس قدر دو کہ وہ راضی ہو جائیں تا کہ جو ہمارے نام کا گھر ہے وہ ہر قسم کے تشدد، ظلم، جبرو ناانصافی سے بالاتر ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر کہا کوئی اور بھی ہے جو یہ بتلائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا جیسا کہ ابی نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک جماعت کو بلوایا اور جب انہوں نے تصدیق

کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ”خدا کی قسم! تمہارا پرنالہ جس مقام سے میں نے گرایا تھا اسی جگہ قائم کروں گا، اور اس طرح کہ تمہارے دونوں قدم میرے کاندھوں پر ہوں گے“۔

چناں چہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر چڑھ کر اس پرنالہ کو بدستور اپنی جگہ قائم کیا۔

پرنالہ جب قائم ہوگیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا چوں کہ ثابت ہو چکا ہے کہ پرنالہ میرا ہی ہے اس لئے اب میں اپنی خوشی سے نہ صرف پرنالہ دوبارہ گرادیتا ہوں بلکہ سارا مکان بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔اس اجازت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو مسجدِ نبوی میں داخل کرلیا۔

(سیرۃ العباس 121-120-119/1)

اسلام کے پہلے دور میں اس قسم کی مثالیں جابجا قائم تھیں جس کا نتیجہ یہ تھا کہ امن وامان عام تھا، جب سے بے انصافی اور بے ایمانی عام ہوئی تو معاشرہ میں خوف ودہشت نے ڈیرہ جمالیا۔قوت اور طاقت نے کمزوروں اور ناداروں کا جینا مشکل کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر سے انصاف کا دور دورہ فرمائے اور ہمیں تمام حق داروں کو ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

دوا اور دُعا

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

دوا کے متعلق ایک کوتاہی کا سمجھنا ضروری ہے وہ یہ کہ بعض لوگ جو ”دوا“ استعمال کرتے ہیں وہ اِس کو ایسا مؤثر سمجھتے ہیں ربّ تعالیٰ سے گویا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا، اس سے شفا کی درخواست بھی نہیں کرتے ...پس ”دوا“ کو تو مؤثر سمجھتے ہیں اور ”دُعا“ کو کسی درجہ میں مؤثر نہیں جانتے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ یہ ”دوا“ بڑی قیمتی ہے، اِس کے اجزاء بڑے عمدہ ہیں یہ خالی نہ جائے گی (یعنی ضرور اثر کرے گی) صاحبو! جن لوگوں نے ان اجزاء کی یہ خاصیت لکھی وہ خود طبّ کی کتابوں میں خاصیت لکھنے کے بعد کہتے ہیں: بِاِذْنِ خَالِقِهَا، بِاِذْنِ رَبِّهَا ”خدائے غالب کی اجازت سے‘ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے“ اوران کے لکھنے کا آپ کو یقین نہیں آتا تو دیکھ لیجئے! جب ناکامی کا وقت آتا ہے تو ساری دوائیں رکھی رہ جاتی ہیں بلکہ اطبّاء خود دنگ اور حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر اثر نہیں ہوا۔ پس دوا پر تو اتنا بھروسہ ہوا اور خالقِ دوا سے اتنی غفلت۔ اے طبیبو اور اے مریضو! دوا ضرور کرو مگر بھروسہ حق تعالیٰ پر رکھو اور ساتھ دعا بھی کیا کرو۔ (وعظ ”الصبر“)

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

یکے از تلامذہ مولانا حضرت صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ

دورِ حاضر کے جدید لباس کے احکام

حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مردوں کا ستر ہے۔[مستدرکِ حاکم]

آج کل نئے فیشنوں نے نہ صرف مردوں کو بلکہ عورتوں کو بھی نیم برہنہ کردیا ہے، مردوں نے انگریزی لنگوٹہ کا نام ''نیکر'' رکھ کر پہننا شروع کردیا ہے، آدھی رانیں کھولے ہوئے ماں، بہن، بیٹیوں کے سامنے پھرتے ہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس میں ہمارے مالک کی ناراضی اور گناہ کبیرہ ہے۔

عورتوں نے ایسے لباس اختیار کرلیے کہ اوّل تو ان میں بہت سے اعضاء... ستر، بازو، سینہ، تک کھُلا ہی رہتا ہے اور جو اعضاء ڈھکے ہوئے بھی ہیں اُن پر لباس ایسا چُست پہنا جاتا ہے کہ بدن کی ہیئت نظر آتی ہے وہ بھی ستر کھولنے کے حکم میں ہے۔

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا فرض جو مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے وہ (ستر چھپانا) ہے جو صرف نماز میں نہیں بلکہ عام حالات میں یہاں تک کہ تنہائی وخلوت میں بھی (علاوہ ضرورت کے مواقع کے) ضروری ہے۔

مگر کچھ لوگوں نے مغربی فیشن کی رو میں بہہ کر اس فرض کو نظر انداز کردیا ہے اور کچھ لوگ جو مزدور پیشہ یا زراعت پیشہ ہیں انہوں نے ایسی دھوتی وغیرہ اختیار کرلی جس میں ستر کھل جاتا ہے اور یہ سب کبیرہ گناہوں کا ذخیرہ محض بے فائدہ ہے کہ دنیا کی کوئی حاجت اور ضرورت اور لذّت اس پر موقوف نہیں۔

(جدید مسائل کے شرعی احکام ص 58)

توبہ کے بعد حرام مال کا حکم

مال حرام ''حرام'' ہی رہتا ہے، اگر وہ شخص جس سے وہ مال ان لوگوں کو حاصل ہوا ہے متعین طور پر معلوم ہو تو اس کو واپس کردینا چاہئے، (اور اگر معلوم نہ ہوسکے تو) جو لوگ فقروفاقہ سے بہت پریشان ہوں ایسوں کو وہ مال ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے واسطے دے دینا چاہئے اور وہ اپنی طرف سے دینے کی نیّت نہ کرے بلکہ اہلِ حقوق کی طرف سے کرے اور ثواب حاصل ہونے کی نیّت سے (یعنی صدقہ کی نیّت سے) نہ کرے۔ اور حرام مال کو حلال کرنے کے لئے کوئی حیلہ مفید نہیں اور اگر دوسرے روپے میں ملایا تو اس میں بھی حرمت وخباثت پیدا ہوجائے گی اور اسی طرح جو چیز اس سے خریدی اس میں بھی۔

(امداد الفتاویٰ 144/4)

حدیث: بے شک اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمانی کو پسند نہیں فرماتے۔[مسندِ احمد: 6713]

عزّت کا مقام... گھر یا پھر؟

انسانی حقوق کے عَلَم بردار ''حقوقِ نسواں'' کے دل کش اور پُر فریب نعروں کی آڑ میں اسلام کے پاکیزہ معاشرتی نظام کو نیست و نابود کر دینا چاہتے ہیں اور وہ اسلامی معاشرے سے ماں، بیٹی کے روشن اور واضح تصوّر کو مٹانا چاہتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں ''جی! اسلام عورت کو اس کے حقوق مہیا نہیں کرتا بلکہ عورت کو پوری زندگی گھر کی چار دیواری میں قیدی کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے، حالاں کہ عورت کے اندر بھی جذبات جنم لیتے ہیں، خواہشات نشو و نما پاتی ہیں اور تمنّائیں اُبھرتی ہیں۔ جب کہ اسی چار دیواری میں زندگی بسر کرنے کی بدولت اس کی ساری کی ساری تمنّائیں اندر ہی اندر ختم ہو جاتی ہیں اور اس کے جذبات مٹی میں مل جاتے ہیں، عورتوں کو بھی گھر سے نکالا جائے، انہیں بھی خود مختار بننے کی چھوٹ دی جائے تا کہ اُن میں بھی اعتماد پیدا ہو اور وہ بھی مردوں کے شانہ بہ شانہ مل کر ملک و ملّت کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ حالاں کہ اگر ذرا بھی دانش مندی سے غور کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں (ظاہر) ہو جاتی ہے کہ چار دیواری سے باہر نکلنے ملازمت اور تجارت کرنے کا مقصد صرف اور صرف حلال روزی کا حصول ہے اور اخراجاتِ زندگی کی کفایت اس کا محور ہے جب کہ اسلام نے تو عورت کے کندھے پر زندگی کے کسی بھی گوشے، کسی بھی موڑ پر اس کا بوجھ ڈالا ہی نہیں بلکہ اگر عورت بیٹی ہے تو ماں باپ پر اس کی ذمّہ داری ڈالی ہے، بہن ہے تو بھائیوں پر، بیوی ہے تو خاوند پر، ماں ہے تو اولاد پر اس کی ہر جائز خواہش کو بقدرِ طاقت پورا کرنے کو لازم قرار دیا ہے گویا اسلام نے تو عورت کو گھر کی ملکہ بنا دیا ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ﴿الاحزاب:33﴾ ''اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو''۔ اور یہ مغربی تہذیب کے دل دادہ عورت کی عزّت نیلام کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں ان کے اس پُر فریب جال میں پھنس جاتے ہیں لیکن ہمیں اُن کے طعنوں کی فکر نہیں کرنی چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ یہ تو طعنے دیتے رہیں گے لیکن ہمیں تو آقاء دو جہاں ﷺ کے پیارے راستہ پر چلنا ہے، ازواجِ مطہرات کے نقشِ قدم پر چلنا ہے یہ ہمیں جتنے طعنے دیں پرواہ نہ کریں ایک دن آئے گا ہم ان پر ہنسیں گے جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے:

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ o عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ o ﴿المطففین:34﴾ اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں کی عزّتوں کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

مرسلہ
محمد قاسم میواتی، لاہور

حدیث: جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [ابوداؤد:2177]

موسمِ گرما... اور احتیاطی تدابیر

گرمی ایک طبعی ضرورت ہے جس کے اثرات ہر جان دار پر پڑتے ہیں۔ موسم کی شدّت کی وجہ سے جسم سے پسینہ خارج ہونے لگتا ہے اگر پسینہ ضرورت سے زیادہ نکلے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے اور نقاہت محسوس ہوتی ہے۔ جس انسان میں قوتِ مدافعت زیادہ ہوگی وہ گرمی کی تکلیف اور شدّت کو برداشت کرنے کی صلاحیت زیادہ رکھتا ہوگا۔ آرام پسند اور سُست لوگ تھوڑی سی گرمی بھی برداشت نہیں کرتے اور فوراً A-C یا کولر کا سہارا لیتے ہیں بلاشبہ اس سے فوری آرام اور سکون محسوس ہوتا ہے لیکن مسلسل A-C میں رہنے کے منفی اثرات بھی ہوتے ہیں، دائمی نزلہ زکام اور جوڑوں اور پٹھوں کے درد کے مریضوں کو زیادہ دیر A-C میں نہیں بیٹھنا چاہیئے، اسی طرح ٹھنڈے کمرے یا گاڑی سے فوراً گرم جگہ پر آنا یا سخت گرمی سے فوراً تیز ٹھنڈی جگہ میں داخل ہونا صحت کے لئے باعثِ نقصان ہو سکتا ہے، جسم کا ٹمپریچر نارمل کر کے پھر ٹھنڈک میں داخل ہونا مناسب ہے۔ گھر سے باہر نکلنا ضروری ہو تو سر پر ٹوپی یا رومال رکھنا چاہیئے۔ کیوں کہ لو اور سورج کی تپش کا پہلا اثر دماغ اور چہرے پر ہوتا ہے خاص طور پر بچیوں اور عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ بازاری غیر صاف مشروبات اور چیزیں کھانے سے خاص طور پر گرمی کے موسم میں حتی الامکان پرہیز رکھنا چاہیئے۔ گرمی میں مسلسل کام کرنے اور چلنے سے سر میں درد، سر چکرانا، تھکاوٹ، قے اور کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے، جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے جس کو ''ڈی ہائیڈریشن'' کہتے ہیں جس کے لئے نمک ملا پانی یعنی ORS پلایا جاتا ہے۔ لو لگنے کی وجہ سے دورانِ خون اور دل کی دھڑکن تیز ہو جاتے ہیں۔ اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ محسوس ہوتا ہے۔ حرارت بڑھ جانے سے مریض بار بار پانی طلب کرتا ہے۔

گرمی کے موسم میں صاف پانی کے کم از کم بارہ گلاس پینے چاہئیں۔ گرم مشروبات اور چائے پینے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کھانے میں تیز مرچ مصالحہ اور غیر معیاری ہوٹلوں کے کھانے سے احتیاط کرنا چاہیئے۔ شربتِ بزوری، شربتِ صندل، بھوسی اسبغول اور شربت نیلوفر اور گلاب جیسے ٹھنڈے شربت کسی معیاری ادارے کے بنے ہوئے استعمال کرنے چاہئیں۔ دھی اور لسی کا استعمال بھی گرمی کے اثرات کو ختم کرتا ہے۔ دن میں دو بار یعنی صبح و شام غسل کرنا بھی بہت مفید ہے۔ موسمی سبزیاں اور پھل حسبِ ہضم استعمال کرنے چاہئیں۔

حکیم نذیر احمد شیخ، حیدر آباد
0300-9371907

معاشرہ میں لائقِ اصلاح

بہت سے گھرانہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدیر ماہ نامہ علم و عمل، لاہور

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن۔

آج کل معاشرہ میں اکثر گھرانوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ عورت بحیثیت بیوی ہے داستان لیے بیٹھی ہے۔ عورت بحیثیت ماں ربیٹی ربہن ہے سب الگ الگ داستانیں لیے بیٹھی ہیں۔ بعض گھرانوں کی اولاد والد کی الگ تصویر کشی پر مجبور ہوئی پڑی ہے۔

بعض خواتین کی پکار: بعض خواتین کی عجیب وغریب داستانیں ہیں مثلاً کسی گھرانہ کی گھر والی (بیوی) یہ کہتی ہے کہ میرے شوہر اتنے ظالم ہیں کہ نہ دن کو وقت دیتے ہیں نہ رات کو، دن کو ملازمت اور کام کے سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں اور شام کو دوستوں کے ساتھ پھرتے رہتے ہیں۔ رات دیر سے گھر آتے ہیں اور آتے ہی ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں کہ سب بچے سہم جاتے ہیں، طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں، ہمارے اوپر ہر طرح کی پابندیاں لگا رکھی ہیں، سارا دن انتظار کرتی رہتی ہوں اور روتی رہتی ہوں کہ کون سا دن ہوگا جب میرا شوہر سنبھلے گا؟ میرے ساتھ بیٹھ کر خوشی سے کھانا کھائے گا اور کبھی کوئی دن ڈانٹ کے علاوہ بھی نصیب میں آئے گا یا نہیں؟

بعض اولاد کی پکار: دوسری طرف اولاد سے پوچھا جائے تو بعض گھرانوں کے بچے اپنے والد کی یوں تصویر کشی کرتے ہیں کہ بابا اکثر ماما سے لڑتے اور ماما کو ڈانٹتے ہی نظر آتے ہیں، بابا کے گھر آنے کا وقت ہوتا ہے ہم سب اپنے اپنے کمروں میں اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ بابا جب گھر آتے ہیں تو غصہ سے بھرے ہوتے ہیں حالاں کہ تھوڑی دیر پہلے دوستوں کے ساتھ خوش گوار موڈ میں ہوتے ہیں۔ ماما کو کبھی طلاق کی دھمکی دے رہے ہیں، کبھی منہ پر طمانچہ مار رہے ہیں، کھانے میں نقص نکالنا تو ان کی زندگی کا معمول بنا ہوا ہے، ماما اکثر روتی رہتی ہیں، بابا سال میں بہ مشکل ماما کو کہیں باہر لے کر جائیں تو جائیں سارا دن ماما انتظار کرتی ہیں شام کو غصہ ہوتے ہیں رات بھر ماما روتی رہتی ہیں، اب تو ماما کو بہت سی بیماریاں بھی لگ گئی ہیں، کمزور بھی ہوگئی ہیں، سالن اور روٹی کے علاوہ گھر میں ایک روپیہ بھی نہیں ہوتا کہ ماما کا علاج

سمجھ دار وہ شخص ہے جو آ سکنے والی تکالیف (عذاب) سے بچنے کی ہمیشہ فکر میں رہے۔ (مدیر)

ہو سکے، داستانیں تو بہت لمبی ہیں، ہمارے کچھ دوست بتاتے ہیں کہ ہمارے ابو بھی گھر میں اس طرح کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورتیں ٹینشن میں رہتی ہیں گھر کے سربراہ اگر گھرانہ کو خوش رکھیں تو خواتین بہت سی بیماریوں سے بچ سکتی ہیں۔

خواتین سے شکایت: بعض گھرانوں میں سے مرد حضرات خواتین کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم گھر جاتے ہیں تو اہلیہ گھر میں کام کرنے والی ماسیوں کی طرح پھر رہی ہوتی ہیں یعنی شوہر باہر سے آرہا ہے کچھ بن سنور جائیں اس کی پرواہ ہی نہیں کرتیں۔ بلکہ جب کسی کے گھر جائیں تو خوب بن سنور جائیں گی اور ہر چیز میں میچنگ کا خوب خیال ہوگا۔ حالاں کہ خاوند کے سامنے زیادہ سے زیادہ بننا سنورنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ پھر خاوندوں کی توجّہ باہر زیادہ رہتی ہے، جب وہ رنگ برنگی دنیا دیکھیں گے تو پھر خاوند کیا کریں گے؟ اس لئے گھر کی خواتین کو چاہئے کہ خاوند کے آنے پر اتنا بن سنور جائیں کہ اس کی توجّہ باہر نہ جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ مع علمِ نافع وعملِ مقبول نصیب فرمائیں

آمین ثم آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ماؤں کا عالمی دن ایک مغربی تہوار

یو این او نے 14 مئی کو ماؤں کا عالمی دن منانے کا اعلان کر رکھا ہے۔ قدیم ایرانی قومیں اپنے بتوں کی ''ماں'' کا تہوار منایا کرتی تھیں، عیسائیوں نے اُن کی دیکھا دیکھی حضرت مریم علیہا السلام کا دن منانا شروع کر دیا۔ حضرت مریم علیہا السلام سے اپنی محبت وعقیدت کے لئے یہ دن منایا جاتا تھا اور اس دن چرچ میں خصوصی عبادت کی جاتی تھی۔ اس دن کی تعیین کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سال ایسٹر کے بعد کے 40 دنوں میں آنے والے آخری اتوار کو حضرت مریم علیہا السلام کا دن منایا جاتا ہے تو یہی دن ماؤں کا عالمی دن قرار پایا۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی عام ماؤں کے لئے بھی سولہویں صدی سے اس دن کا انعقاد کیا جانے لگا تا کہ اس دن بچے اپنی ماؤں کے ساتھ عقیدت کا اظہار کر سکیں بعد میں سارا سال بے شک وہ تنہائی کا عذاب کاٹتی رہیں، در بدر کی محتاج رہے ہیں اس کی کوئی فکر نہیں جب کہ اسلام کا نظریہ تو یہ ہے کہ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ جنّت کو ماؤں کے قدموں تلے رکھا ہے کہ ان کی خدمت کر لو اور جنّت پالو۔ [مسند الشہاب: 119]

بے حیائی کی نحوست

مرسلہ
اختِ عامر
جمبر کلاں

آج ہمارے معاشرہ میں بے حیائی عام ہوتی جارہی ہے، حیا کا جنازہ اُٹھ گیا ہے، شرم نام کو نہیں، مرد ہو یا عورت اکثریت بے حیائی کی دل دادہ ہے۔ حالاں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ ''کہ حیا ایمان کا حصّہ ہے''۔ [بخاری و مسلم]

یعنی جو بے حیا ہوا اس کا ایمان کمزور رہوا۔

اور فرمایا: اِذَالَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ ''جب تم حیا نہ کرو تو پھر جو مرضی کرتے پھرو''۔ [بخاری] آج یہی حیا ختم ہوتی جارہی ہے۔

بے حیائی کے چند اسباب: ٹی وی، کیبل، ڈش، انٹرنیٹ، موبائل کا عام استعمال، اشتہارات، سائن بورڈ، فیشن پرستی، مخلوط تعلیم، آلاتِ موسیقی، تصاویر کی نمائش وغیرہ۔

جب بے حیائی عام ہو تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی آسکتا ہے چناں چہ آج بے حیائی کے عام ہونے پر زلزلے، سیلاب، دہشت گردی، مہنگائی اور بحرانوں کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا عذاب سب کے سامنے ہے۔

؎ اللہ نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت بدلنے کا

؎ عاقل کے لئے کافی ہے اک حرفِ نصیحت
ناداں کے لئے کافی نہیں ہے دفترِ عبرت

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

نہیں ان سا حسین کوئی انہیں سب سے حسین کہہ دوں
محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیار سے میں دل نشیں کہہ دوں
وہ سچائی کا پیکر اور امانت دار ہستی ہیں
میں ان کا نام جب بھی لوں تو صادق اور امیں کہہ دوں
درودِ پاک پڑھ لینے سے ملتا ہے سکونِ دل
یہ ذکرِ پاک ہے ایسا کہ اس کو آفریں کہہ دوں
ملے طیبہ میں جانے کی سعادت جس کو دنیا میں
اُسی قربِ زیارت کو میں پھر خلدِ بریں کہہ دوں
محمد ﷺ نام لینے سے لبوں کو قرب ملتا ہے
ہو احساسِ حلاوت اس قدر کہ انگبیں کہہ دوں
عطا خالق کی ہے یہ شکر کر کے نعت لکھ لینا
مقدّر جاگ جائے گا تجھے اتنا جبیںؔ کہہ دوں

کلام: نائلہ جبیںؔ

شیطان کی سوانحِ عمری

مرسلہ: نوراللہ نورؔ، ڈیرہ اسماعیل خان

نام : ابلیس۔

شہر : غافلوں کے دل۔

کاروبار : برائی کی دعوت، نیکی سے روکنا۔

مدتِ کاروبار : قیامت کی صبح تک۔

رہائش گاہ : وہ مقامات جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں

نشست گاہ : بازار۔

سرمایہ : آرزوئیں، اُمیدیں، تمنّائیں۔

مرغوب کھانا : مردار کا گوشت (غیبت کرنا، سننا)

شکارگاہیں : عورتیں۔

آرزوئیں : سارے لوگ کافر ہو جائیں۔

دنیاوی بیوی : کَاسِیَاتٌ، عَارِیَاتٌ (باریک کپڑے پہننے والیاں)

محبوب لوگ : جو لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل ہوں

پریشان کُن بات : کثرتِ استغفار۔

دائمی ٹھکانہ : جہنّم۔

زیادہ رُلانے والی چیز : سجدوں کی کثرت۔

شہرت کی ابتداء : جس دن سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔

جائے کاروبار : گندی اور گناہ کی جگہیں۔

شناخت : سرکشی اور گمراہی۔

کوڈ نمبر : ''میں، میں'' تکبّر کے الفاظ۔

ساتھی : منافق لوگ۔

ماہنامہ ''علم و عمل''، لاہور

نام ہے اس کا جانا پہچانا
پڑھ کر اس کو نصیحت پانا
ہر ماہ ہے اس کو آنا
دیکھ کر اس کو پھولے نہ سمانا
الفاظ کا ہے تانا بانا
انمول موتی اس سے پانا
فہمِ قرآن علم حدیث اس میں پانا
یہ سلسلہ ہے سب سے سہانا

شاعر: آصف ساقیؔ

دُعائے عافیّت

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ

اے اللہ! عافیت عطا فرما مجھے میرے بدن میں

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ

اے اللہ! عافیت عطا فرما مجھے میرے سننے میں

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ

اے اللہ! عافیت عطا فرما مجھے میری نظر میں

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ابوداؤد 338/3)

حدیث: اللہ تعالیٰ اس عمل کرنے والے سے محبت کرتے ہیں جو عمل کرے تو اچھی طرح کرے۔ [طبرانی کبیر: 16118]

نیک عادتیں

مولانا نوید جاوید صاحب
لاہور

بچوں کا علم و عمل

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میرے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے لقمان حکیم سے پوچھا: یہ بزرگی جو ہمیں نظر آرہی ہے آپ کو کیسے ملی؟ کہا سچ بولنے سے، امانت کے پورا کرنے سے اور بے فائدہ اور فضول باتوں کے چھوڑنے سے۔ [مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، الفصل الثالث]

لقمان حکیم دنیا کے مشہور عقل مندوں میں سے ہوئے ہیں، اُن کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر زمانے کے لوگ لقمان حکیم کو بڑا آدمی اور سمجھ دار عالم مانتے چلے آئے ہیں۔ لوگوں نے لقمان حکیم سے جب پوچھا کہ یہ مقبولیت اور شہرت آپ کو کیسے حاصل ہوئی تو انہوں نے جواب دیا:

(1) میں نے ہمیشہ سچ بولا اور کبھی کسی واقعہ کو غلط بیان نہیں کیا۔ (2) میرے پاس جو امانت رکھی گئی وہ میں نے جوں کی توں ادا کردی۔ (3) جو باتیں میرے کام کی نہ تھیں اُن سے میں الگ تھلگ رہا۔ لہٰذا اب جو کچھ تم دنیا میں میری قدر دیکھتے ہو انہی نیک عادتوں کی بدولت ہے۔

لقمان حکیم کے اس بیان سے جو ہمیں سبق لینا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس بات کی خواہش رکھتا ہو کہ ہر جگہ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اسے یہ تین عادتیں اختیار کرنی چاہئیں:

1 ہمیشہ سچ بولے، یعنی جو واقعہ اسے معلوم ہے وہ صحیح طور سے بیان کردے کسی سے دبے نہیں، غلط اور جھوٹی گواہی دینے سے یقیناً کسی نہ کسی کی حق تلفی ہوگی یا اسے نقصان پہنچے گا، کسی کی یہ حق تلفی یا نقصان اپنے سر نہ لینا چاہئے۔ 2 اگر کوئی کام کسی کو کرنے کے لئے دیا جائے تو لازم ہے کہ اسے بالکل طے شدہ شرطوں کے مطابق ادا کرے، اگر کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس کو وقت پر جوں کا توں ادا کردے، کوئی مشورہ لے تو صحیح مشورہ دے، کوئی راز دار بنائے تو اس رازداری کو اپنا فرض سمجھے، یہ سب امانت داری کی صورتیں ہیں۔ 3 دنیا کے تجربہ کار اور عقل مند عالموں نے جن چیزوں کو آدمی کے لئے بے کار اور فضول قرار دیا ہے انہیں بالکل چھوڑ دے اور کام کی باتوں میں وقت لگائے۔ عقل مندوں کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس بات سے کوئی واقف نہیں کہ آدمی کے لئے کام کی باتیں کیا ہیں اور بے کار باتیں کون سی ہیں، اس لئے ہمیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سنّتوں پر چلنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

حدیث: جو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عمر لمبی فرمائے گا۔ [طبرانی کبیر: 17203]

اجنبی خیر خواہ

''کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں؟'' مدثر رسول اور خالد لطیف نے اس کی طرف دیکھا، ''جہاں تک مجھے نظر آ رہا ہے اس نشست کے علاوہ گراؤنڈ میں سبھی نشستیں خالی پڑی ہیں'' ۔آنے والے نے خالد لطیف کی ناگواری کو صاف محسوس کیا تھا۔ یہ عصر کے بعد کا وقت تھا، اور اس وقت اس پارک میں کھیلنے کے لئے آنا ان کا روز کا معمول تھا، آج پارک میں داخل ہوتے ہی مدثر رسول نے کہا تھا ''بھئی خالد! میرا تو آج کھیلنے کا موڈ نہیں ہے''۔ خالد بھی مدثر کا ساتھ دینے کے لئے بھرپور تیار تھا، ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ یہ اجنبی آدھمکا۔ ''وہ دراصل میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، اور بات کرنے کے لئے بیٹھنا تو ضروری ہے نا؟''۔ وہ اجنبی مسکراتے ہوئے بولا۔ ''ٹھیک ہے! آپ بیٹھ جائیے اور فرمائیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟'' خالد بولا۔ ''شکریہ''... وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ''پہلے تعارف ہو جائے، میرا نام محسن اقبال ہے، آپ کی گلی میں کارنر پر جو مکان ہے وہ ہم نے خریدا ہے''۔ ''اوہ...! تو چچا منظور کا مکان آپ لوگوں نے خریدا ہے؟'' مدثر رسول بولا۔ ''جی ہاں! ''یہ تو میرا تعارف تھا، آپ دونوں کو تو میں جانتا ہوں، آپ کا نام مدثر رسول ہے اور آپ کا نام خالد لطیف'' وہ انگلی سے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''اب آتے ہیں اس بات کی طرف جو میں آپ دونوں سے کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بات دراصل ایک سوال ہے، سوال یہ ہے کہ... وہ کہتے کہتے رک گیا، نہیں! سوال سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے آپ دونوں آپس میں بہترین دوست ہیں اور ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی ایک دوسرے سے جدائی برداشت نہیں کر سکتے، اب میں اپنا سوال کرتا ہوں، آپ دونوں ایک دوسرے سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ دونوں نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا اور باری باری ایک دوسرے کے خلوص، سچائی اور وفاداری کی مثالیں دیں۔ پھر محسن بولا کہ اگر میں آپ دونوں سے یہ کہوں کہ کوئی ہے جو آپ دونوں کی محبت سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہے، اگر ناراض ہو بھی تو خود ہی منانے کا طریقہ بھی بتا دیتا ہے؟ تو وہ دونوں ایک ساتھ بولے ''ایسا کوئی نہیں ہو سکتا ہم ایک دوسرے سے سچی محبت کرتے ہیں''۔

محسن بولا ''وہ... وہ... میرا اور آپ کا ربّ ہے اللہ ہے''۔

یہ کہہ کر محسن دونوں کو حیران چھوڑ گیا اور سوچنے پر مجبور کر دیا۔

مرسلہ محمد فہیم عالم، لاہور

بڑا آدمی وہ ہے جو اپنا پورا وقت ضروری کاموں میں صرف کرے۔ (شیر شاہ سوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ حدیث

زیارتِ مدینہ

تواضع و عاجزی

از مدیر ماہ نامہ علم و عمل، لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

1 مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ [الکامل لابن عدی 14/7]

"جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا تو اس نے میرے ساتھ زیادتی کی"۔ جو شخص بھی حج یا عمرہ کرنے جائے تو مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کی زیارت کو ضرور جائے یہ آپ علیہ السلام کا حق ہے۔ جو دور سے گیا حج یا عمرہ تو کر آیا مگر مدینہ منوّرہ روضۂ اقدس پر نہ گیا تو اس نے واقعۃً آپ علیہ السلام کے ساتھ ناانصافی کی۔

2 مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ [بیہقی: 7879، حِلْیَۃُ الاولیاء: 129/7]

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع و عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ جلّ شانہ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتے ہیں"۔ یعنی نام کا اپنے آپ کو حقیر، فقیر نہ کہے بلکہ دل سے اپنے اندر عاجزی پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ بلند مرتبہ عنایت فرماتے ہیں۔ جو عاجزی اختیار کرتا ہے وہ قیمتی بن جاتا ہے۔ جو درخت جھکتا ہے وہ پھل دار اور قیمتی ہوتا ہے تمام انبیاء کرام کی تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ عاجزی، عبدیت، تواضع، انکساری کی تبلیغ بھی شامل ہوتی تھی۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ ہر ایک کے ساتھ ہر معاملہ میں اکڑنے کی بجائے عاجزی، نرمی جو نبی علیہ السلام کے اَخلاقِ عالیہ میں سے ہیں اپنانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے دیں آمین۔

پیارے بچوں کے لئے پیارے نام

1. محمد
2. محمد اِحْسَان
3. محمد سِنَان
4. محمد عَمَّار
5. محمد نَوفَل

پیاری بچیوں کے لئے پیارے نام

1. عائشہ محمد
2. عُلَیَّہ محمد
3. نُھَدِیَہ محمد
4. سُمَیَّہ محمد
5. عاتِکہ محمد

بچیوں کے نام کے ساتھ (آخر میں) محمد لگایا جا سکتا ہے۔ یہ سب صحابہ کرام وصحابیات کے ناموں میں سے ہیں ان کا مطلب دیکھنے کی ضرورت نہیں البتہ انبیاء کرام وصحابہ کرام، اولیاء اللہ کے ناموں کے علاوہ اگر نام رکھنے ہوں تو مطلب ضرور دیکھیے۔

جامعہ کے شب و روز

لائبریری کا قیام

1. مسجد کے شمالی وجنوبی (بالائی منزل) کے برامدوں کی چھت مزید تیاری میں ایک ماہ لیٹ ہوگئی تھی تاہم اب الحمدللہ چھت کا کام مکمل ہوگیا ہے یعنی چھت ڈال کراب اس کی شٹرنگ بھی کھول دی گئی ہے۔یادرہے کہ مسجد کی بالائی منزل کے شمالی وجنوبی برامدوں میں حضرت صوفی صاحب کی خانقاہیں بنائی جارہی ہیں جس میں سالکین راہِ سلوک وتصوّف میں ترقی کرسکیں اور مسجد کی بالائی منزل میں مشرقی برامدہ پرایک لائبریری کا قیام عمل میں لایا جارہاہے۔اِن تینوں برامدوں کی تکمیل پلستر،کھڑکیوں وغیرہ کا کام ابھی باقی ہے۔ قارئین کرام سے تکمیل باعافیت کی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

2. فی طالب علم ماہانہ تعلیمی خرچہ 1500/روپے جب کہ سالانہ خرچ 13500/ روپے ہے۔

3. مدرسہ کے دارُالاقامۃ (طلباء کے ہاسٹل) کی پانچ یاسات منزلہ عمارت کا نقشہ ابتدائی مرحلہ میں تیار ہے، اِس بلڈنگ کے آغاز کے لئے کافی وسائل درکار ہیں، اِس لئے قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ دارُالاقامۃ کی جلد تعمیر شروع ہونے کے لئے دُعا فرماتے رہیں۔شکریہ

مہر

مہر کی کم ازکم مقدار دس درہم ہے جوآج کل تقریباً 2700/-روپے بنتی ہے (جب کہ چاندی 1000/-روپے فی تولہ ہو) زکوٰۃ وغیرہ کے حساب کے لئے صاحبِ نصاب ہونے کی شرط ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا مالک ہونا ہے۔چاندی کاریٹ چوں کہ مختلف ہوتا رہتا ہے اس لئے جس دِن حساب کرنا ہواس دن اپنے علاقہ سے ریٹ لے لینا چاہئے۔

	درہم	تولہ	گرام	روپے
چاندی کانصاب	200	52.5	613	
کم ازکم مہر	10	2.625	31	2700/-
مہرِفاطمی	500	131.25	1531	

دُعا کیجئے

علما کرام ومشائخ عظام نیز دینی مدارس ومساجد اور خانقاہیں ہی ملک وملت کی بقا کا ذریعہ ہیں ان کی حفاظت، ترقی، تعاون کی ہر ممکن کوشش کے ساتھ ہمیشہ دُعا گو رہنے کو اپنا اعزاز وسرمایہ سمجھنا چاہئے۔

CPL NO:200

عمرہ پر جانے سے پہلے.......

عمرہ کرنا بلاشبہ بہت فضیلت کا کام ہے۔ **حدیث شریف** کے مطابق ''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے لوگ ہیں ان کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ ان کو بخش دے''۔ [شعب الایمان للبیہقی: 466 فصل فی الحج والعمرۃ]

مگر عمرہ ادا کرنا نفلی کام ہے اس کی ادائیگی کے لئے جانے سے پہلے جن کاموں/باتوں کو سوچنا یا ادا کرنا چاہئے اکثر لوگ اس سے غافل ہیں مثلاً ❶ کسی کے پیسے دینے ہیں وہ ادا نہیں کر رہے مگر نفلی عمرہ پر رقم لگائی جا رہی ہے۔ ❷ اسی طرح بیوی، بچوں کا خرچہ مکمل ادا کر کے جانا چاہئے کیوں کہ یہ واجبات میں سے ہے اور عمرہ نفلی ہے۔

❸ اسی طرح عمرہ پر ابھی گئے نہیں چرچا اتنا کرتے ہیں کہ دعوتیں کھا رہے ہیں اور کھلا رہے ہیں۔ اسی طرح واپسی پر پھول پہنائے جاتے ہیں، دعوتیں ہوتی ہیں اور وہاں جا کر شاپنگ کی طرف خوب دھیان رکھا جاتا ہے۔

عمرہ خاموشی سے ہو، آداب کی رعایت کے ساتھ ہو، گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہو۔

البتہ مقروض آدمی کو کوئی دوسرا شخص عمرہ کرا دیتا ہے تو ہمیں اس کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی نہیں کرنی چاہئے کیوں کہ وہ یہ رقم دے نہیں سکتا عمرہ اس سے ادا ہو سکتا ہے پھر دُعا میں سب کو یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی مقبول عمرہ باادب نصیب فرمائیں آمین

رسالہ کے لئے رابطہ نمبر ⬅ ❶ 0331-4546365 ❷ 0302-4143044

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر ⬅ ❶ 0322-8405054 ❷ 042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر

23- کلومیٹر فیروز پور روڈ سُوّا گجومتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور پوسٹ کوڈ 53100

انٹرنیٹ پر ''علم و عمل'' کا مطالعہ کرنے کے لئے www.ibin-e-umar.edu.pk

Email:aibneumar@yahoo.com ilmooamal@gmail.com